THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, January 07, 2022
(317th Session)
Volume I, No. 02
(Nos.01-19)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume I	SP.I(02)/2022
No.02	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Questions and Answers 1
3. Leave of Absence 71
4. Further Discussion on the Money Bill, the Finance Supplementary Bill, 2021 73
    - Senator Mushtaq Ahmed 73
    - Senator Engr. Rukhsana Zuberi 76
    - Senator Hidayatullah Khan 83
    - Senator Rana Maqbool Ahmad 86
    - Senator Ejaz Ahmad Chaudhary 90
    - Senator Molvi Faiz Muhammad 95
    - Senator Faisal Javed 97
    - Senator Walid Iqbal 101

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Friday, January 07, 2022

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty one minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَ مَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

ترجمہ: ہم نے ہر چیز اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے اور ہم تمہارے ہم مذہبوں کو ہلاک کر چکے ہیں تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ اور جو کچھ انہوں نے کیا (ان کے) اعمال ناموں میں (مندرج) ہے (یعنی) ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھ دیا گیا ہے۔ جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں ہوں گے (یعنی) پاک مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں۔

سورۃ القمر: (آیات 49 تا 55)

Questions and Answers

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ آپ سب کو جمعہ مبارک ہو۔ سینیٹر ذیشان خانزادہ۔

(Def.) *Question No. 6 Senator Zeeshan Khan Zada: *Will the Minister for Planning, Development and Special Initiatives be pleased to state:*

(a) the total amount spent on the National census in 2017;

(b) the number of formal complaints received against the results of the said census 2017 with requests for verification of the census figures, if any; and

(c) tentative dates for the next National census?

Mr. Asad Umar: (a) The total amount spent on the National Census in year 2017 was Rs. 16.884 billion.

(b) Firstly, the Chief Minister Sindh made some observations/ recommendations on 10th March, 2017 for smooth field operations of Census 2017. Later after census activity observations were made on census 2017 results by the CM Sindh in the CCI meeting held on 13th November, 2017 and therein it was decided to conduct third party validation of 1% blocks. In the CCI meeting of 24th November, 2017 it was enhanced to 5% of the blocks.

Furthermore, the Chief Minister of Sindh opposed the approval of final results of Census-2017 in 45th meeting of CCI held on 12th April, 2021, however on the recommendation of Cabinet Committee the results were approved by CCI with the majority votes and directed to start process for the next census at the earliest, while adopting best international practices and technology usage.

The CM Sindh on 29th May, 2021 while using its constitutional right under Article 154 (7) submitted a

reference to the Parliament on the above mentioned CCI's decision for its placement before the joint session and accordingly during joint session held on 17th November, 2021 the reference was considered wherein the CCI's decision was approved with majority votes.

(c) The process of 7th Population and Housing Census-2022 (1st Digital Census) has been initiated; a Pilot Census will be conducted *w.e.f.* 15th May, 2022 to 15th June, 2022 and complete Field Operation (Face to Face interviews) will be carried out from 1st August, 2022 to 31st August, 2022 tentatively.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جی، ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ جمعے کے دن بھی supplementary کرتے ہیں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! یہ بڑا ضروری topic ہے۔ اس پر تو کئی ضمنی سوال ہوں گے۔

جناب چیئرمین: آج تو چھٹی اور نانے کا دن ہے۔ جی، بتائیں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! یہ سوال Census 2017 کے حوالے سے پوچھا گیا ہے۔ اس پر سیاسی جماعتوں اور کچھ صوبوں کی طرف سے reservations تھیں۔ جواب میں بھی بتایا گیا ہے کہ اس کا third party survey کرایا گیا۔ جس طرح بتایا گیا ہے کہ آنے والا census 2022 میں ان شاء اللہ ہوگا۔ اس حوالے سے حکومت نے کوئی تیاری یا سیاسی جماعتوں سے مشاورت کی ہے۔ اس کے علاوہ اگر 2022 میں جب census ہوگا تو پھر 2023 میں الیکشن بھی ہے تو اس کے بعد delimitation کا کیا procedure ہوگا۔

Mr. Chairman: Honourable Minister of State for Parliamentary Affairs.

علی محمد خان: (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل وسلم و بارک علیٰ سیدنا محمد۔ بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ نے جمعہ کی مبارکباد دی ہے تو آپ کو بھی خیر

مبارک ہو۔ بہت شکریہ۔ جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے۔ ذیشان خانزادہ صاحب کا census کے حوالے سے بڑا important سوال ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تقریباً اس وقت پاکستان میں جتنے censuses ہوئے ہیں یہ جو آنے والا census جو پاکستان تحریک انصاف کی حکومت کرنے لگی ہے۔ فاروق نائیک کی توجہ درکار ہے۔

جناب چیئرمین: فاروق نائیک صاحب تھوڑی سی گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ بتائیں۔

علی محمد خان: ان کی توجہ درکار ہے کیونکہ وہ ججز کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ ہم ان کی توجہ کے بغیر تو کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

علی محمد خان: جناب چیئرمین! پاکستان تحریک انصاف کی حکومت نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار .I am stating this on record میرے right side پر کافی stalwarts موجود ہیں۔ رضا ربانی صاحب اور نائیک صاحب بھی موجود ہیں جو اب باہر جا رہے ہیں۔ استاد محترم عرفان صاحب بھی موجود ہیں۔ میرے خیال میں اگر میں اس بیان میں کوئی غلطی کروں گا تو وہ فوری طور پر مجھے پکڑ لیں گے اور اگر غلطی نہیں ہو گی اور ہم نے کوئی کارکردگی پیش کی ہے تو پھر سب کی appreciation میں چاہوں گا۔ اس کی ایک وجہ ہے۔ 1947 میں پاکستان بنا۔ پہلی مردم شماری 1951 میں ہوئی۔ دس سال بعد ایک اور مردم شماری ایوب خان صاحب کے دور میں 1961 میں ہوئی۔ اس کے بعد ایک اور مردم شماری 1972 میں ہوئی اور اس کے بعد ایک اور مردم شماری 1981 میں ہوئی۔ ان کی بیچ میں دس دس سال کا gap ہے۔ 1981 تک ہم چار censuses کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ایک مردم شماری 1998 میں ہوئی۔ جناب چیئرمین! یہ 17 سال کے بعد ہوئی۔ یہ مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں ہوا کہ جو کام دس سال میں ہوتا تھا انہوں نے وہ کام 17 سال میں کر دیا۔ چلو، 1998 میں کر تو دیا۔ اس کے بعد ایک لمبی خاموشی آتی ہے۔ 1998 کے بعد ایک dictator Sahib کی حکومت آ جاتی ہے۔ دو ہمارے سیاستدانوں کی حکومت آ جاتی ہے اور پھر 2017 میں ایک اور لمبے gap کے بعد census ہوتا ہے۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ہو رہا ہے کہ پانچ سال کے gap میں عمران خان صاحب آپ کو census کرا کے دے رہے ہیں۔ اس طرح پاکستان کی تاریخ میں نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو

aware اور ذمہ دار قومیں ہیں ان کو پتا ہوتا ہے کہ میری کتنی feeding mouths ہیں۔ میں نے کتنے بچوں کو تعلیم دینی ہے۔ میری کتنی مائیں اور بچیاں ہیں جن کی میں نے صحت کا خیال رکھنا ہے۔ کتنے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں جن کو میں نے jobs دینی ہیں۔ ان کے لیے census چاہیے۔ الحمدللہ! پاکستان کی تاریخ میں پانچ سال میں پہلی بار عمران خان صاحب آپ کو مردم شماری کرا کے دے رہے ہیں۔ ذیشان صاحب کا سوال ہے کہ تیاریاں کیسی ہیں۔ جواب ہم نے آپ کو دے دیا ہے کہ state of art طریقوں سے ہم کریں گے۔ اگر اس پارلیمان میں کسی کی بھی کوئی suggestion ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس پر debate کرالیں تو میں اس کو بھی welcome کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ اس کی تیاریاں مکمل ہیں۔ آپ نے delimitation کی بھی بات کی ہے۔ اس پر الیکشن کمیشن آف پاکستان سے سوال بنے گا، وہ ان شاء اللہ اس کا جواب دیں گے لیکن پہلے census ہو جائے اس کے بعد وہ جواب دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب، ضمنی سوال۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ جناب! یہ جو 7th population and housing census 2022 ہونے ہیں، 15 مئی سے شروع ہونے ہیں۔ میری submission یہ ہے کہ ماضی میں یہ ہوتا رہا ہے، census جب بھی ہوتے ہیں تو کسی اور علاقے کے ووٹرز کو کسی من پسند constituencies میں داخل کیے جاتے ہیں، لوگ وہاں شامل کرا دیتے ہیں۔ actually ان کا وہاں نام ونشان نہیں ہوتا، ان کے گھر وہاں موجود نہیں ہوتے۔

میری submission یہ ہے کہ جب یہ start ہو جائے، ہمارے ایوان سے ایک recommendation جائے کہ اس کی physically verification ہونی چاہیے۔ جس گھر میں بھی کوئی عملہ جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے گھر کے 20 افراد ہیں تو ان کو کم از کم وہ بیس دکھانے چاہییں تاکہ وہ actual figure آجائے۔ ہمارے سندھ میں تو ایسے ہے کہ وہاں ایک ایک ووٹ دس دس جگہوں پر شامل ہوا ہے۔۔۔۔

Mr. Chairman: Good suggestion,

نوٹ کرلیا ہے وزارت والوں نے بھی، وزیر صاحب بھی بتائیں گے۔

Mr. Chairman: Honourable Minister of State for Parliamentary Affairs.

جناب علی محمد خان: اس میں ہماری وزارت کا سٹاف موجود ہے۔ میں ان سے request کروں گا کہ اس کو written میں اپنے ساتھ لے لیں، ریکارڈ میں اور اس کو باقاعدہ اپنی میٹنگوں کا حصہ بنائیں جو معزز سینیٹر ابڑو صاحب نے تجویز دی ہے۔ آپ کی طرف سے چونکہ direction بھی آ گئی ہے تو میں expect کرتا ہوں کہ next census میں اس چیز کا بہت زیادہ خیال رکھا جائے گا۔ میرا دفتر بھی اس تجویز کو pursue کرے گا۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Honourable Senator Tahir Bizinjo Sahib on supplementary question.

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: جناب! پتا نہیں میرا یہ question relevant ہے یا نہیں۔ ہم EVM کے استعمال کے حوالے سے باتیں سن رہے ہیں۔ آپ کے خیال میں EVM کے استعمال پر کتنے اخراجات آ سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: یہ تو ابھی اس سوال سے تعلق نہیں رکھتا۔

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: جناب! میں نے کہا ہے کہ ویسے تو حکومت کر رہی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، یہ different question ہے۔ پھر بھی وزیر صاحب بتا دیں۔

Honourable Minister of State for Parliamentary Affairs.

جناب علی محمد خان: یہ سوال relevant تو نہیں ہے، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ حکومت کا کام finance provide کرنا ہے۔ اس کی purchase according to law کرنا جو نیا قانون آیا ہے وہ ECP نے procure کرنا ہے۔ اس پر جتنی بھی amount collective cost آئے گی حکومت پاکستان ان کو provide کرے گی۔ یہ billions میں ہے، ظاہر ہے ہمیں کافی بڑی تعداد میں مشینیں چاہییں، ہم آپ کو exact proper amount تبھی دے سکیں گے اگر ECP کی طرف سے ہمیں information ملے گی۔ آپ اس پر سوال پوچھیں تو وہ جواب دے دیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر اعجاز احمد چوہدری صاحب۔

*Question No. 26 Senator Ejaz Ahmad Chaudhary: *Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:*

(a) whether it is fact that food inflation ratio has increased substantially during the last two years, if yes, reasons thereof; and

(b) steps taken by the Government to provide essential edible item at cheapest rate?

Senator Shaukat Fayaz Ahmed Tarin: (a) Food inflation rate has not increased substantially as given below:

Fiscal year/ Months	Food (Urban)	Food (Rural)
2019-20	13.6	15.9
2020-21	12.4	13.1
2021-22 (Jul-Dec)	10.6	8.4

Source: PBS

- Food inflation is dependent on the domestic supply/production of food items & the supply & prices of food items in global market. In global market, there was disruption in supply of commodities due to COVID-19 & high demand.
- The inflationary pressure is a global/regional phenomenon, as inflation is recorded in Iran 35.7% (Nov 21), Turkey 21.3% (Nov 21) and Kyrgyztan 12.3% (Nov 21).
- Pakistan is a net importer of food items especially crude oil, edible oil, wheat, sugar and pulses. Hence, the food inflation is not a domestic phenomenon.

International Prices					
Months	Sugar ($/mt)	Palm oil ($/mt)	Soyabean oil ($/mt)	Wheat ($/mt)	Crude oil ($/brl)
Nov 2020	310.0	918.0	974.0	247.9	43.2
Nov 2021	430.0	1348.0	1440.0	334.5	80.8
% Change	38.7	46.8	47.8	34.9	87.0

Source: Pink sheet (World Bank)

- Present government has made difficult decisions of upward adjustment in overdue gas and electricity prices, market-based exchange rate adjustments etc. to correct the macroeconomic imbalances.
- The government has been effectively managing the required supply of all the essential items by bridging the demand supply gap with imports to ensure sufficient supply of food items in the country to control price escalation.

(b) To ease out the inflationary pressure, the Government is taking Administrative, Policy & Relief measures:

Administrative Measures:

- Weekly National Price Monitoring Committee meetings under the Chairmanship of the FM to ensure smooth supply of essential items and to monitor the prices by provincial and Federal organizations.
- Government is also expanding the network of Sasta Bazaars and Utility Store outlets for provision of smooth supply of daily use items.

- Competition Commission of Pakistan is taking proactive measures to control Cartelization and undue Profiteering.
- District Price Control Committees are actively monitoring the prices of essential items to ensure their availability at reasonable prices.

Policy Measures:

- Government is importing wheat (2.0 MMT) and sugar (0.3 MMT) to ensure their smooth supply at reasonable prices.
- Maintaining strategic reserves of wheat, sugar, ghee and pulses. M/o NFS&R and M/o Industries and Production are working on it to ensure their sufficient supply.
- Strategy for reducing profit margin between wholesale and retail price of essential items by analysing the value chain of these items is being worked out in consultation with provincial Chief Secretaries.
- Under the Prime Minister's comprehensive Agriculture Transformation Plan, the government is focusing on medium & long term strategy for raising production of essential imported food items including edible oil and pulses.
- Government is implementing National Agriculture Emergency Program amounting Rs. 277 billion to uplift agriculture and livestock sector on modern lines and to enhance the production level of major and minor crops.

Relief Measures:

- Government has decided to release wheat at the price of Rs. 1950 per 40 kg to ease out its price and ensure smooth supply in the market and flour mills would provide 20 kg bag for Rs. 1,100. All Provincial governments are releasing wheat at the government determined price.
- Government decided to set the price of sugar at Rs. 90/kg across the country.
- The pro poor allocations under BISP in 2018 amounts to Rs. 121 billion which has been enhanced to Rs. 260 billion in FY 2022 under the EHSAAS program. Government has further decided to provide cash subsidy on wheat flour, ghee and pulses.
- A relief package of Rs. 120 bn announced to provide 30 percent discount on ghee, wheat flour and pulses to 130 million people for the next six months.
- Ehsaas Emergency Cash Program: the government has disbursed Rs. 179.3 billion to 14.8 million beneficiaries to provide immediate cash relief of Rs. 12,000 whose livelihood has been severely affected by the pandemic.
- The Panagahs for jobless and poor has been extended across the country to provide meals and shelter for unemployed.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: جی جناب، پہلے تو میں وزارت کا بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے سوال کا جواب بڑا تفصیلی دیا ہے۔ اگلی گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ چھ ماہ یا سال

میں عام آدمی کے استعمال کی اشیا بالخصوص خورونوش کی اشیا میں کمی آنے کا امکان ہے؟ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا اور سوال ہے، آگے جس میں وضاحت ہے کہ ایک سو بیس ارب روپے تقریباً ستر لاکھ دکانوں کے ذریعے جو subsidy دی جارہی ہے، رعایتی نرخوں پر جو چار اشیائے خورونوش دی جارہی ہیں، کیا اس پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے؟

Mr. Chairman: Honourable Minister of State for Parliamentary Affairs.

جناب علی محمد خان: اعجاز چوہدری صاحب! شکریہ۔ ان کی طرف سے سوال آیا چونکہ عوامی آدمی ہیں اس لئے ان کا سوال direct عوام سے متعلق ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ حکومتی بنچوں پر ہونے کے باوجود انہوں نے اہم سوال کیا ہے۔ یہی ہماری جمہوریت کی spirit ہے کہ ہم حکومت میں ہوتے ہوئے، عوامی نمائندے ہوتے ہوئے اپنی حکومت کے بارے میں وہ سوال کریں جو ہمیں کرنے چاہییں۔

جناب! آپ نے جو سوال کیا ہے پہلے تو اس کا categorically جواب یہ ہے کہ وزیر خزانہ محترم شوکت ترین صاحب نے کابینہ کو بھی اور پارلیمانی پارٹی کو بھی جو briefing دی تو انہوں نے یہ بات کی ہے۔ قومی اسمبلی میں جو انہوں نے Supplementary Amendment Bill پیش کیا ہے اس میں بھی انہوں نے یہ بات ہمیں بتائی کہ اگلے تین چار ماہ میں آپ کے ہاں inflation میں ان شاء اللہ بہتری آئے گی۔

میں آپ کو اس میں ایک تقابلی جائزہ پیش کر دوں اور اس کے بعد انہوں نے جو بات کی ہے اس کا آخری اور دوسرا جواب دوں گا۔ جناب وہ یہ ہے کہ مہنگائی ہے، بالکل ہے، حکومت اس سے انکار نہیں کرتی لیکن ہم اس کو جتنا کم رکھ سکتے تھے ہم نے کم رکھا۔ اس کے حوالے سے آپ کو ہم تفصیلی جواب دے چکے ہیں۔ میں دو تین موٹی موٹی باتیں کرتا ہوں تاکہ تھوڑا عوام کو بھی idea ہو کہ اس وقت پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار کسان کو گندم کے highest possible rates ملے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ کل بھی ایوان صدر میں صدر مملکت کی chairmanship میں ایک کسان سلام، پاکستان سلام کانفرنس ہوئی۔ یہ بات کسانوں نے کل بھی acknowledge کی، ان کے آل پاکستان کے President بھی آئے ہوئے تھے کہ گیارہ

سوارب، one trillion plus کی اضافی آمدن ہوئی ہے، اس wheat price کی وجہ سے گیارہ سوارب سے زیادہ کی آمدن عام کسان کو ہوئی ہے ۔ نمبر2، ریکارڈ تعداد میں fertilizers پاکستان کی تاریخ میں اس پچھلے سال میں sale ہوئی ہیں، ریکارڈ تعداد میں آپ کی wheat production ہوئی ہے۔ ساتھ ساتھ آپ کو یہ جان کر بھی خوشی ہوگی کہ جب یہ crisis آیا ہے تو پاکستان وہ واحد ملک ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے کرم سے، آپ کے جواب میں موجود ہے، عوام کے لئے یہ بتارہا ہوں کہ ایک سواسی ارب کے قریب ہم نے household کے لئے we took care of them اور ہم نے ان کو بارہ بارہ ہزار روپے دیے جس میں سے اس کے 14.8 million beneficiaries ہیں۔

آپ کو یہ جان کر بھی خوشی ہوگی کہ جس طرح جناب اعجاز چوہدری صاحب نے اس پر بات بھی کی ہے کہ احساس پروگرام کے تحت ہم نے 121 ارب کی amount enhance کی ہے 260 ارب روپے تک تو آپ اس کو دیکھ لیں کہ تقریباً ڈبل ہے، سو فیصد کی increase ہے۔ ہم نے عام آدمی کے استعمال کے لئے ایک سو بیس ارب دیئے ہیں جس میں سے ایک سو تیس ملین افراد اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ان کو گھی میں 30% discount ملے گا، گندم اور آٹے میں اور اس کے ساتھ ساتھ دالوں میں۔ آخری بات ایک تقابلی جائزہ ہے، کہ تمام honourable House اور عوام کے لئے بھی کہ پاکستان میں اس وقت مہنگائی کی شرح میں ہم 9.8% پر ہیں، اس وقت ایران 35.7% پر ہے، ترکی 21.3% پر ہے اور کرغستان 12.3% پر ہے تو آپ کو سنٹرل ایشیا اور ساؤتھ ایشیا کا ہم نے ایک تقابلی جائزہ دیا ہے کہ پاکستان ان سے پھر بھی کم ہے لیکن یہ کوئی defence نہیں ہے صرف آپ کو ہم نے ایک تقابلی جائزہ دیا ہے۔ ان شاءاللہ حکومت کوشش کررہی ہے کہ اگلے بجٹ سے پہلے پہلے آپ ان شاءاللہ ایک remarkable relief دیکھیں گے۔ بہت شکریہ جناب۔

Mr. Chairman:Honourabe Senator Rukhsana Zuberi Sahiba.

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ وزیر صاحب کے لئے بھی کوئی time ہونا چاہیے تاکہ ہمیں جلدی جلدی جواب ملیں اور بہت تفصیل میں نہیں جائے۔

میں یہ کہا گیا ہے کہ Administrative measures weekly national price monitoring Committee ہوگی جس کو وزیر خارجہ chair کریں گے۔ ویسے بھی non-started ہے اس لئے کہ Foreign Minister cannot take out time for this. دوسری بات یہ ہے کہ maintaining strategic reserve of all these essential items i.e. wheat, sugar, ghee and all that, we need to see کہ دوسرے ملکوں میں کیا ہو رہا ہے۔ کیا حکومت Federal leveltop level, پر اس طرح involve ہوتی ہے in purchasing and keeping the supplies and controlling the prices. پھر انہوں نے کہا ہے کہ یہ National Agriculture Emergency Programme amounting to so and so billion یہ کر رہے ہیں۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ what targets have been assigned to it? چونکہ چیئرمین صاحب! آپ نے دیکھا کہ نئے سال کی خوشخبری یہ آئی کہ یوریا کا ایک ٹرک لوگوں نے لوٹ لیا۔ لوٹ لیا کا مطلب یہ ہے کہ they are very desperate and then پھر وہی war mentality چل رہی ہے۔

دوسری طرف ایک پاکستانی ہے جن کا نام آصف شریف ہے، he has come up with the new system of cultivation. I think he met Prime Minister also but action مجھے نظر نہیں آ رہا۔ پوری دنیا، امریکہ، افریقہ، ایشیا، آسٹریلیا میں انہوں نے پائیدار قومی نظام کاشت کاری، PQNK متعارف کرایا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ یہ organic plus many times high yields ہے۔ اس میں کوئی کیمیکل استعمال نہیں کر رہے، کوئی یوریا نہیں use ہو رہا، بیج بہت کم استعمال ہو رہا ہے۔ تین ساڑھے تین کلو گرام per acre use کر رہے ہیں. as compared to 40 to 50 per kgs per acre.

جناب! ایک سیکنڈ میں اور لوں گی، اس میں اسّی فیصد پانی کی بچت ہے۔ اس میں ٹریکٹر کی بھی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: شیری صاحبہ جا رہی ہے، چلیں الحمد للہ۔ جی، جی۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: میں نے یہ بھی سنا ہے کہ ان صاحب کو دوسرے ملک نوبل پرائز کے لئے nominate کر رہے ہیں اور ہم چراغ تلے اندھیرا ویسے بھی ہے اور ہم چراغ تلے اندھیرے میں بیٹھے ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: میڈم، پھر علی محمد خان جواب بھی اتنا ہی لمبا دیں گے، وہ چپ تو نہیں رہیں گے، اس لیے short question کریں اور short answer سنیں۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: جناب چیئرمین! میں آپ سے درخواست کروں گی کہ آپ یا تو Standing Committee on Food Security کو یا پورے ایوان کو، آصف شریف کو بلا کر ان سے کہیں کہ presentation دیں،

he is not a consultant or anything who is going to charge certain money, even if he does, he can make a difference in our country, let us welcome him.

جناب چیئرمین: جی محترم وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور۔

جناب علی محمد خان: جناب! Science student کا ایک مسئلہ ہوتا ہے کہ science student 1+1=2 سمجھتا ہے لیکن وکیل، ربانی صاحب بیٹھے ہیں، وکیل 1+1 کو پونے دو یا ڈھائی بھی بنا سکتا ہے۔ میڈم انجینئر ہیں، میرا بھی engineering کا background ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین: علی محمد خان، کسی دن میں نے آپ کا bio data بھی ایوان میں share کرنا ہے۔ آپ نے کیا کیا پڑھا ہے؟

جناب علی محمد خان: میں نے یہ باتیں اس حوالے سے کی ہیں کہ Price Monitoring Committee نے فرمایا ہے کہ FM Chair کرتے ہیں، FM سے Foreign Minister تو ان کا مقصد نہیں ہے، normally Finance Minister کو FM کہا جاتا ہے، تو یہاں FM کا مطلب Finance Minister ہے۔ I hope that I clarified the situation. Finance Minister نے Chair کرنا ہے۔ ہم نے شاہ محمود قریشی صاحب کو بڑے بڑے کاموں کے لیے باہر ممالک میں بھیجنا ہے۔ یہاں والے

Finance کے کام شوکت ترین صاحب کرتے ہیں، ماشاء اللہ دوبارہ سینیٹر بن گئے ہیں۔ ایک تو یہ بات ہو گئی۔

دوسری، انہوں نے آصف کی بات کی ہے، اس پر میں خوش ہوں کہ آپ نے اس چیز کی نشان دہی کی ہے لیکن حکومت اس پر already notice لے چکی ہے۔ محترم وزیر اعظم صاحب سے بھی ملاقات ہوئی ہے۔ وزیر برائے Food Security فخر امام صاحب سے بھی آصف صاحب کی ملاقات ہوئی ہے۔ اس پر جو بھی deliberations ہوں، وہ ہوں گی۔ آپ کی suggestion کو encourage کرتا ہوں کہ اگر یہ ایوان مناسب سمجھتا ہے اور چیئرمین صاحب کی اجازت سے اس سوال کو ہم Food Security Committee میں بھیج دیتے ہیں، وہاں آپ بے شک آصف صاحب کو بھی بلا لیں، وہاں ان کی جو بھی suggestion ہے، آپ کوئی suggestion دینا چاہتے ہیں، I think we should encourage anything regarding farmers کیونکہ یہ حکومت زمینداروں کے لیے تاریخی اقدامات لے رہی ہے۔

اب اس اصل بات کی طرف آتے ہیں، آپ نے کہا کہ farmers کے لیے حکومت کیا کر رہی ہے۔ سب سے اہم چیز جو مجھے اس حکومت کے شروع میں سن کر دکھ ہوا، اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس حکومت نے اس کو cover کرنے کی بڑی کوشش کی ہے۔ 19-2018 میں، میں پورے ایوان کی توجہ چاہتا ہوں لیکن میں آج شاید تیسری بار ربانی صاحب کا ذکر کر رہا ہوں، ان کی توجہ اس لیے چاہتا ہوں کہ وہ اس وقت چیئرمین تھے جب ہم سب تاریخی 18th Constitutional Amendment لے کر آئے، جہاں اس کے بہت سے فوائد ہوئے، وہاں ایک نقصان ہمیں یہ ہوا، شاید وہ deliberate نہیں تھا، لیکن کچھ چیزیں ہو جاتی ہیں، جب ہم نے Agriculture Ministry devolve کی صوبوں میں تو اس میں ایک مسئلہ ہوا، 19-2018 میں آپ کی کابینہ کو زراعت کی مد میں ایک briefing دی گئی اور وہاں یہ بتایا گیا کہ جب سے اٹھارھویں ترمیم pass ہوئی ہے، کسی حکومت کی بات نہیں کی اور نہ کسی صوبے کی، ریاست پاکستان as a whole, which includes Centre اور چاروں صوبائی حکومتیں، انہوں نے ملا کر farmers پر، زراعت پر 60% کم spending کی، اس کی شاید وجہ یہ تھی کہ

devolved ہوئی تو کسی صوبے نے کم، کسی نے زیادہ کی لیکن جو ایک centrality اس میں تھی، اس کا ایک joint mechanism بنتا۔

اس حکومت کی Ministry of Food Security نے صوبوں کو، سندھ میں تو ہماری حکومت نہیں ہے، ان کو بھی ساتھ لے کر تمام صوبوں کو ساتھ لے کر ہم نے اس میں invest کیا ہے کہ ہم اس gap کو کم کریں، اب بھی ہماری GDP کا تیس سے چالیس فیصد زراعت کا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے اہم step یہ لیا گیا کہ ہم کسان کو آسان اقساط پر قرضے دیں، ان کو fertilizers میں relief دیں اور ان کو best prices دیں۔ ان کو اس وقت opportunities provide کریں جب ان کو اس کی best price ملے، مثال کے طور پر

جناب چیئرمین: جی۔

جناب علی محمد خان: جناب! میں brief کرتا ہوں۔ ان تمام اقدامات کی وجہ سے مجھے بہت زیادہ خوشی ہے کیونکہ میں گندم کاشت کرنے والے لوگوں میں سے ہوں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: Farmer بھی ہیں؟ یعنی landlord ہیں۔

جناب علی محمد خان: تاریخ کی سب سے highest growth اس حکومت میں ہوئی، کسان کو 1100 ارب کی اضافی آمدن ہوئی آج پاکستان میں record tractors sale ہو رہے ہیں۔ آپ تو ٹریکٹر خریدتے نہیں، نہ ہمارے ڈاکٹر شہزاد صاحب خریدتے ہیں، ٹریکٹر تو کسان خریدتا ہے اور خریدتا تب ہے جب اس کی آمدنی بڑھتی ہے۔ Record تعداد میں motorcycles کی sale ہوئی ہے جو غریب آدمی کسان اور مزدور آدمی کی سواری ہے۔۔۔۔

Mr. Chairman: Thank you.

جناب علی محمد خان: آخری بات، اس بار ریکارڈ تعداد میں اور انتہائی سختی سے کابینہ کی strict directions کے مطابق، sugar mills کو strict directions ہیں کہ انہوں نے وقت پر اپنی crushing start کرنی ہے تاکہ کسان کماد پہنچا کر وقت پر گندم کاشت کر سکے۔ وقت پر crushing start کر کے ان کو best possible prices ملی ہیں۔ امید ہے کہ میں نے زبیری صاحبہ کے سوال کا جواب دے دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، وہ سوال کر لیں گے۔Particular کسی ایک بندے کے لیے اتنا نہیں پوچھا جاتا۔ جی سینیٹر جام مہتاب صاحب، ضمنی سوال پوچھیں۔

سینیٹر جام مہتاب حسین ڈاہر: شکریہ، جناب چیئرمین! جو جواب دیا ہے، اس میں تو بہت سارے سوالات بنتے ہیں لیکن میرا ایک سادہ سا سوال ہے کہ پاکستان میں 2009 کے بعد چینی ہو یا گندم، اتنا surplus تھا کہ حکومتیں export کرتی آئی ہیں۔ پہلی مرتبہ ہے کہ اس حکومت کے پچھلے سال میں ان کو رپورٹ دی گئی کہ ہمارے پاس excess میں گندم اور چینی ہے، جس کو پہلے export کیا گیا، بعد میں پتا چلا کہ اس میں shortage ہو گئی ہے، ملک کی consumption بھی پوری نہیں ہو رہی ہے، پھر import کی گئی۔ میرا سوال یہ بنتا ہے کہ جنہوں نے یہ رپورٹ دی کہ ہمارے پاس surplus چینی بھی ہے، گندم بھی ہے، ان کے خلاف کیا action لیا گیا؟ یا اس کے پیچھے کوئی اور محرکات تھے؟

جناب چیئرمین: محترم وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور۔

جناب علی محمد خان: جناب! assessment میں تھوڑی بہت اونچ نیچ، غلطی تو ہو سکتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ جہاں ریکارڈ تعداد میں growth ہوئی، وہاں اس کی consumption بھی بڑھی۔ اس issue پر ایک رپورٹ بھی آئی، میرے خیال میں مناسب اقدامات لیے گئے ہوں گے۔ اگر assessment ہوتی ہے اور اگر آپ ایک honest assessment کرتے ہیں اور اس میں اگر آپ کو results اس کے مطابق نہیں ملتے، جب کسی شخص پر criminal negligence ثابت نہ ہو تو تب تک آپ اس کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی تو نہیں کر سکتے لیکن بہر حال یہ ایک issue رہا، ریکارڈ تعداد میں ہماری growth ہوئی لیکن ہمیں پھر بھی import کرنی پڑی کیونکہ consumption بڑھی تھی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مشتاق صاحب۔

*Question No. 27 Senator Mushtaq Ahmed: *Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state reasons for current increase in the value of US Dollar against Pakistani rupees, indicating also the steps being*

taken by the Government of Pakistan to stabilize/ depreciate Pakistani rupees against US Dollar?

Senator Shaukat Fayaz Ahmed Tarin: The value of Pakistani Rupee has depreciated against the US Dollar during the current fiscal year from PKR 157.54 per US Dollar as of end June 2021 to PKR, 175.73 per US Dollar as on 12th November 2021, reflecting a depreciation of 10.3%. This is in contrast to PKR appreciation of 6.7 percent in FY21. The movement in PKR is primarily a reflection of the balance of payment position of the country. During first quarter of the current fiscal year (FY22), the current account has recorded a deficit of US$ 3.4 billion compared to a surplus of US$ 865 million in the same period last year. Rising international commodity (including oil) prices and incremental imports because of import of Wheat, Sugar and COVID vaccines, are major contributors towards the current account deficit.

2. It may be noted that since May 2019, Pakistan has adopted a market based flexible exchange rate system, where the exchange rate is determined by market demand and supply conditions and trend in the exchange rate is generally a reflection of external balance of payment position of the country. The flexible exchange rate system itself act as a first line of defense against the external shocks.

3. SBP has already and proactively taken measures to manage the impact of the rising imports. As these measures would help constrain imports, one source of the pressure on the PKR in the FX market would be checked. These measures include:

a. Increase in policy interest rates by 0.25 percent in September 2021;
b. Changes in prudential regulations for auto financing in particular and consumer financing in general. (Reason: automobile and cell phone imports are rising and contributing to the current account deficit);
c. Imposition of 100 percent cash margin requirement on 114 mostly consumer-oriented import items in September 2021. These items include consumer electronics (microwaves, LCD TVs, refrigerators, washing machines), construction-related items (ceramics, tiles), and transport-related goods (tyres, body parts), among others. These items are also produced locally, and the country can save valuable foreign exchange by discouraging their imports;
d. In October 2021, the SBP has undertaken efforts to curb unnecessary Cash foreign exchange outflows, especially via exchange companies. These include limiting the amount of cash FX that can be purchased by people visiting Afghanistan; biometric verification for all cash FX transactions over US$ 500; and use of banking channels for cash FX purchases over US$ 10,000.

3. Further, in the budget estimated for FY-22, Government of Pakistan has planned foreign exchange inflows from various multilateral/bilateral sources. Realization of these inflows shall improve foreign

exchange liquidity in the country and thus support build-up of foreign exchange reserves of the country.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں نے پوچھا تھا کہ ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قیمت گر رہی ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟ روپے کو مستحکم رکھنے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟ جو جواب دیا گیا ہے، میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں معزز وزیر کی تصحیح کرلوں، Pakistan Bureau of Statistics نے نومبر 2021 میں جو اعداد و شمار جاری کیے ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: اگر اسی پر رہیں۔جی۔

سینیٹر مشتاق احمد: Inflation rate 11.5% ہے، دسمبر 2021 میں جو اعداد و شمار دیے ہیں، ان میں inflation rate 12.3% ہے۔ یہ 22 ماہ کا بلند ترین inflation rate ہے۔

جناب چیئرمین! اگست 2018 میں جب ان کی حکومت آئی تو ڈالر 122 روپے پر تھا۔ چالیس ماہ کے بعد دسمبر 2021 میں ڈالر کی قیمت 177 ہے، یعنی 54 روپے بڑھا ہے اور روپے کی قیمت میں 45% depreciation ہوئی ہے۔اس سے بدترین قسم کی مہنگائی ہے، پوری معیشت اس سے ہل چکی ہے۔

ضمنی سوالات یہ ہیں کہ اس کے نتیجے میں پاکستان پر قرضوں میں کتنا اضافہ ہوا ہے، نمبر ا۔ نمبر ۲، یہ جو آپ روپے کی قیمت گرا رہے ہیں تو کیا کوئی research paper ہے کہ اس کی بنیاد کیا ہے؟ ایک بندہ جو اسٹیٹ بینک میں بیٹھا ہوا ہے اور IMF کا ملازم ہے، صرف اس کے کہنے پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے یا کوئی research paper ہے؟ اگر کوئی research paper ہے اور اس کی کوئی بنیاد موجود ہے تو وہ پارلیمنٹ کے ساتھ share کی جائے۔

Mr. Chairman: Honourable Minister of State for Parliamentary Affairs.

جناب علی محمد خان: پشتو میں کہتے ہیں کہ (پشتو)۔

جناب چیئرمین: براہ مہربانی پشتو میں بات نہ کیا کریں۔جی۔

جناب علی محمد خان: میں تو مشتاق صاحب کو نہیں کہہ رہا، میں ایک general بات کر رہا ہوں۔ میں ان کو کہہ رہا ہوں جن کے ساتھ وہ اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں، جنہوں نے پاکستان کو ڈبو دیا۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: جناب! سوال کا جواب دیں۔

علی محمد خان: ادھر ہی آتا ہوں۔ کیا کریں غالب چاچا کہتے تھے کہ دھول چہرے پر تھی اور آئینہ ملتا رہا۔ جب ان کو آئینہ دکھاتے ہیں تو ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ جمعے کا دن ہے، صبر سے کام لیں میں بھی صبر سے کام لیتا ہوں۔ تھوڑے سے figures آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں، مشتاق صاحب فیصلہ خود کر لیں کہ کس نے پاکستان کے ساتھ یہ کیا۔ تسلی سے سنیں، میں ان کے سوال کا جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: جو انہوں نے پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔

علی محمد خان: میں ان کے سوال کا صاف جواب دوں گا۔ انہوں نے پوچھا کہ روپے کی قدر میں جو کمی ہوئی ہے اس کے پیچھے کوئی think tank ہے، کوئی آپ نے اس پر working کی ہے کہ کیوں depreciate ہوا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ قرضہ جو بڑھا ہے اس پر جواب دیں۔ مجھے سب یاد ہے، تھوڑا سا میں جواب دیتا ہوں، آپ کیوں action لیتے ہیں۔ آپ action نہ لیا کریں، انہوں نے ہمارے ساتھ یہ کیا ہے۔ پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ کو سلام ہے جو انہوں نے کارنامے انجام دیے ہیں۔

جناب والا! سب سے پہلے جواب، روپے کے بارے میں معزز مشتاق صاحب کا سوال ہے کہ روپے کی قدر میں 45% کمی ہوئی ہے کیوں ہوئی؟ اس کی بھی میں reason بتاتا ہوں لیکن تاریخ کی درستی کے لیے میں بتا دوں۔ جب پاکستان میں محترمہ کے آنے کے بعد جمہوریت بحال ہوئی، جب وہ وزیراعظم بنی، وہ دہائی جس میں میاں صاحب دو مرتبہ وزیراعظم بنے اور محترمہ شہید دو مرتبہ وزیراعظم بنی، ریکارڈ کی درستی کے لیے کوئی مجھے درست کرنا چاہے تو میں حاضر ہوں۔ سو فیصد روپے کی قدر میں کمی ہوئی۔ اس دور میں، پہلے دس سال میں، اس کے بعد جو دوسری 2008 سے 2018 تک سو فیصد پھر ڈالر کے مقابلے میں روپیہ کم ہوا۔ آپ کو مبارک ہو یہ کارنامہ آپ سرانجام دے چکے ہیں، ہمیں اللہ یہ توفیق نہ دے کہ سو فیصد کو touch کریں۔ 45% ہوئی ہے، اب میں بتاتا ہوں

کیوں ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر ملک کا روپیہ یا اس کی جو کرنسی ہے وہ اپنی اصل حالت میں کھڑی ہوتی ہے جو مضبوط economy ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں، میں Banana Republic کی بات نہیں کر رہا۔ جناب والا! ہمارے مسلم لیگ (ن) کے دوست اپنی حکومت میں سٹیٹ بنک سے اپنے ڈالر اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے۔ Artificially maintain رکھتے تھے۔ 104 اور 105 پر رکھا میں accept کرتا ہوں لیکن کیسے رکھا؟ آپ نے اتنا ادھار لیا، اتنا ادھار لیا جب ہم 2018 میں حکومت میں آئے۔ Figures میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، فیصلہ آپ کر لیں۔ کسی بھی ملک کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے پاس تین مہینے کے import bill کے لیے foreign reserves موجود ہوں۔ 2018 کی figure دے رہا ہوں اگر اس میں ایک روپیہ بھی اوپر نیچے ہے تو میرے ساتھ سوال کیا جا سکتا ہے۔ میں وزیر خزانہ کی طرف سے on record کہہ رہا ہوں۔ جون 2018 میں جب ان کی حکومت ختم ہوئی اور نئے الیکشن کی طرف ہم لوگ گئے ہیں آپ کا foreign exchange reserve نو ارب ڈالر سے ایک ٹیڈی پیسا زیادہ نہیں تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ نے پانچ سال بہترین معیشت چلائی، مسلم لیگ (ن) کے دوستوں سے میں پوچھنا چاہ رہا ہوں، نو ارب ڈالر کے foreign reserves تھے جو آپ کے تین مہینے کے import bill سے کم تھا۔ کیوں ہوا؟ آپ تو پاکستان کو بڑا اوپر لے کر چلے گئے۔ اس وقت عمران خان صاحب کی حکومت میں جس کو آپ incompetent کہتے ہیں، آپ بڑے competent تھے آپ کے نو ارب ڈالر کے foreign exchange reserves تھے اس وقت انیس ارب ڈالر سے آگے بڑھ کر بیس ارب ڈالر کو touch کر رہا ہے۔ تین مہینے کا foreign exchange reserves اس وقت آپ کے پاس موجود ہے۔ یہ صرف تین سال کی کارکردگی ہے، آپ نے ہمیں پانچ سال میں نو ارب ڈالر تک پہنچایا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ کہتے ہیں 45 ارب روپے پر جتنے قرضے بڑھ گئے ہیں وہ ہمیں بتائیں۔

علی محمد خان: ہم نے روپے کو artificially maintain نہیں رکھنا، ہم نے سٹیٹ بنک سے ادھار اٹھا اٹھا کر پیسے مارکیٹ میں نہیں پھینکنے۔

جناب چیئرمین: جناب! اس کا جواب دیں۔

جناب علی محمد خان: ہم نے free market base رکھا تاکہ جو روپے کی اصل value ہو وہ سامنے آئے۔ اب آپ کا روپیہ اصل worth پر کھڑا ہے۔ جیسے جیسے معیشت مضبوط ہو رہی ہے ویسے ویسے روپے کی قدر مستحکم ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جواب سن لیں وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

علی محمد خان: ڈالر ریٹ کم ہوتا جائے گا۔ آپ نے قرضوں کا کہا، اب ہم قرضوں کی طرف آتے ہیں۔

(مداخلت)

علی محمد خان: آپ نے پوچھا قرضے کتنے بڑھے۔ مشتاق صاحب تھوڑا ٹھنڈا پانی پیا کریں۔ سوال کریں تو جواب سنا کریں۔ یہ ایسا سوال نہیں ہوتا کہ آپ مجھ سے پوچھیں کہ صبح کس وقت جاگے تھے۔ آپ نے پوچھا پاکستان کی حالت کیوں ہوئی تو میں کیوں نہ جواب دوں، میں کیوں نہ آپ کو decade of darkness کی بات بتاؤں کہ پاکستان کی تباہی کس نے کی۔

جناب چیئرمین: جناب! ابھی ان کے سوال کا جواب دیں۔ آپ نے کابینہ میٹنگ میں بھی جانا ہے۔

علی محمد خان: اس وقت پاکستان کا پورا قرضہ 21000 ارب تک جا چکا ہے۔ 41.5 اس کا breakdown کرکے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ جو primary deficit ہے وہ 3.6 ارب ہے۔ reason of increase, 16.5 ارب کی increase ہوئی ہے اس کا breakdown میں آپ کو دے رہا ہوں کیونکہ جب حکومت میں آئے تھے اس وقت ہمارا کل قرضہ 26.4 ارب ڈالر تھا۔ اس وقت 41.5 ارب تک پہنچ چکا ہے۔ 16.5 ارب ڈالر increase break down آپ سن لیں۔ اس میں 3.6 ارب ڈالر primary deficit میں گیا ہے۔

جناب چیئرمین: علی محمد خان صاحب! ان کا سوال سن لیں اس کا جواب دیں۔

جناب علی محمد خان: یہ میں مکمل کر رہا ہوں آخری interest payment جو ہم debt پر کر رہے ہیں قرضوں پر جو interest دے رہے ہیں۔ آپ کا جو devaluation ہے 3.9 ارب جس کی آپ نے بات کی۔ ہم نے سٹیٹ بنک سے پیسے ادھار لینے کی بجائے کیونکہ ہم نے

تین سال میں ایک روپیہ نہیں لیا۔ ہم نے 0.9 ارب تقریباً ایک ہزار ارب کے قریب cash buffer arrange کیا ہے تاکہ ہمیں سٹیٹ بنک سے ادھار نہ لینا پڑے۔ یہ ہے آپ کے سوال کا جواب۔

جناب چیئرمین: علی محمد خان صاحب! ذرا مشتاق صاحب کو سننا پلیز۔

سینیٹر مشتاق احمد: ایک تو میری مودبانہ درخواست وزیر صاحب سے ہے کہ kindly specific رہیں اور مختصر جواب ہمیں دیں۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ مجھے کل قرضہ بتا دیں جو 45 فیصد چالیس ماہ میں آپ نے depreciation کی، کل قرضہ اس کی وجہ سے کتنا بڑھا۔ دوسرا یہ کہ رضا باقر کل اپنا بریف کیس اٹھا کر چلا جائے گا ہم بھگتیں گے، کوئی research paper ہے۔ مسلسل depreciation ہو رہی ہے اور چالیس ماہ میں 45 فیصد depreciation ہو گئی۔ کوئی research paper ہے تو پارلیمنٹ سے share کریں۔

جناب چیئرمین: جی علی محمد خان صاحب۔

علی محمد خان: جناب والا! جب یہ شور کر رہے تھے تو سوال کا جواب میں دے چکا ہوں۔ ان کا مسئلہ یہ ہے کہ سوال کر کے جواب نہیں سنتے، اگلے سوال کی تیاری کرتے ہیں۔ میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ جب عمران خان صاحب کی حکومت آئی تو اس وقت پاکستان پر total قرضہ جو domestic debt تھا وہ تقریباً 26.4 ارب ڈالر تک پہنچ چکا تھا۔ اس وقت 41.5 ارب ڈالر ہے۔ اس میں جو increase ہوئی ہے وہ 16.5 ارب ڈالر ہے۔ اس کا breakdown میں آپ کو بتا دیتا ہوں، پہلے بھی میں بتا چکا ہوں۔ اس میں 3.6 ارب ڈالر Federal primary deficit ہے۔ 8.1 ارب ڈالر interest ہم دیتے ہیں جو آپ کے کرم فرما لے چکے تھے، ظاہر ہے انہوں نے جو قرض لیا ہے،

قرض کی پیتے تھے مے اور سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائی گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

جب آپ نے قرضہ لیا ہے تو دینا تو پڑے گا۔ Exchange rate devaluation میں 3.9 ہزار ارب ہے۔ Cash buffer 0.9 ارب۔ آپ نے پوچھا کہ کیا اس پر کوئی research paper یا کوئی working ہے؟ جی ہاں اس پر working ہوئی ہے، ہم نے جو کام شروع کیا،

آپ کو مبارک ہو، (ن) لیگ کے آخری سال میں مفتاح صاحب خود شروع کر چکے تھے۔ چار سال ادھار لے لے کر اسحاق ڈار صاحب نے جو معیشت چلائی تھی جو روپے کو artificially maintain کیا تھا جو ہم نے پالیسی بنائی ہے روپے کو free market base کرنے کی ابتدا (ن) لیگ کے دور میں مفتاح صاحب کر چکے تھے۔ اسحاق ڈار کی پالیسی کو تبدیل کرکے وہ free market base کی طرف لے کر گئے تھے۔ ہم نے صرف یہ کیا ہے کہ primary deficit, fiscal discipline کو ہم نے بہتر کیا ہے۔ ہم نے یہ ensure کیا ہے اور یہ میں on record کہہ رہا ہوں کہ۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ research paper share کرلیں۔ شکریہ۔ سینیٹر رانا مقبول صاحب۔

سینیٹر رانا مقبول احمد: جناب چیئرمین! بہت شکریہ، ہم سنتے آئے ہیں brevity is the soul of wit اختصار عقل کی روح ہے۔ میں اس کی پابندی کروں گا۔ وزیر صاحب سے آپ پابندی کروائیں۔ انہوں نے فرما دیا کہ نو بلین ڈالر foreign exchange reserves تھے، یہ سٹیٹ بنک کے figures چیک کریں، 16.3 billion تھے، ذرا چیک کرلیں پھر اس کے بعد آئیں۔ جو جرمانہ ہاؤس کر دے ہم اس کے لیے تیار ہیں لیکن پھر وزیر صاحب کو بھی جرمانہ کریں اور ان کو ادا کرنا پڑے گا۔ یہ جو devaluation ہوئی آپ کو یاد ہوگا ایک رات میں بارہ روپے devalue ہوا ڈالر کے مقابلے میں۔ وزیراعظم صاحب on record ہیں میڈیا کے ساتھ 'مجھے تو پتا ہی نہیں تھا یہ کیسے ہوا' کیا یہ مافیا کا کام تھا؟ کس کو guilty declare کیا گیا، facts کو determine کیسے کیا گیا. was some action taken or not یہ وزیر صاحب اگلی مرتبہ بتادیں۔ Devaluation کا مقصد ہوتا ہے jump in exports کیا اس وقت jump in exports ہوا یا exports مزید dump ہو گئیں۔ میرا یہ مختصر سا سوال ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور۔

علی محمد خان: اگر یہ سمجھ لیں تو مختصر ترین جواب یہ ہے کہ آپ نے کہا کہ کیا کسی مافیا کا کام ہے؟ نیچے کا تو مافیا ہو سکتا ہے حکومتی سطح پر مافیا اس لیے نہیں تھا کہ آپ کی حکومت نہیں تھی ایک تو اس کا یہ جواب ہے۔ دوسرا جو آپ نے exports کے بارے میں پوچھا تو میں آپ کی اطلاع کے لیے

بتادوں کہ وزیر خزانہ شوکت ترین صاحب is on record انہوں نے مختلف فورم پر یہ بات کہی ہے اور یہاں آ کر بھی بات کریں گے کہ مسلم لیگ (ن) کے دور میں جو highest possible exports per month, 2 billion dollars سے زیادہ نہیں تھی اس وقت ہمارے تین سالہ دور میں ایسے بھی مہینے آئے ہیں جس میں تین ارب ڈالر exports per month کے ٹارگٹ کو ہم نے touch کیا ہے۔ پچاس فیصد increase مسلم لیگ (ن) کے دور حکومت سے per month زیادہ ہے۔ میرے خیال میں آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ جو بھی بڑھا رہا ہے۔ آپ کے ملک کی exports بڑھ رہیں ہیں تو آپ کو خوشی ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب، سپلیمنٹری۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: شکریہ، جناب چیئرمین! اگر مجھے اجازت دیں تو میں علی محمد خان صاحب کو خراج تحسین پیش کردوں؟ مجھے خوشی ہوتی ہے کہ وہ وکالت پر بھی دسترس رکھتے ہیں، انجینیئرنگ پر بھی دسترس رکھتے ہیں، معاشیات پر بھی رکھتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: ابھی سپلیمنٹری سوال کریں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب والا! خراج تحسین بڑا ضروری ہے، اس لیے کہ انہوں نے بھاری بوجھ اٹھا رکھا ہے، وزارت خزانہ کے باریک امور پر بھی ہماری رہنمائی فرما سکتے ہیں، ان کا حق بنتا ہے کہ ان کی تحسین کی جائے۔

جناب والا! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا اسباب اور محرکات ہیں جن کی وجہ سے ہمارا روپیہ مسلسل گراوٹ کی طرف جارہا ہے، یہاں تک کہ افغانستان جو پچھلی نصف صدی سے جنگ میں مبتلا ہے اس کی currency بھی ہماری currency کی value سے دگنی ہوچکی ہے، وہ سبب اور اسباب کیا ہیں کہ ہم روپے کو نہیں تھام پا رہے ہیں، میں دوسری وضاحت یہ کرنا چاہ رہا ہوں، جس طرح رانا صاحب نے کہا، مسلم لیگ (ن) کے دور میں مجھے وہ دن، وہ ایام اور وہ وقت بتادیں جب روپیہ سو فیصد نیچے گرا تھا، بڑی عنایت ہوگی۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور۔

علی محمد خان: محترم کی یاد داشت مجھ سے بہتر ہونی چاہیے، پہلے decade میں 100% گرا، آپ نے اور پیپلز پارٹی نے یہ کارنامہ انجام دیا اور دوسرے دس سالوں میں پھر یہ

کارنامہ انجام دیا۔ آپ نے پوچھا روپیہ کیوں گرا ہے؟ اس کے دو جوابات ہیں، اس میں سے ایک technical reason اور دوسرا political ہے۔ میں پہلے technical پر آتا ہوں جو زیادہ ضروری ہے، کیوں کہ استاد نے سوال کیا ہے، پہلے میں شکریہ بھی ادا کرتا ہوں، آپ نے تعریف کی حالانکہ میں اس کے قابل نہیں ہوں۔ جو international عوامل ہیں، روپے پر ایک pressure پڑا ہے جس سے آپ کی inflation بڑھی ہے، کیوں کہ international prices بڑھی ہیں اور inflation کا جو phenomena ہے، جیسے میں نے آپ کو پہلے بھی ایک سوال کے جواب میں عرض کیا کہ مختلف ممالک میں وہ جس طرح سے بڑھ رہا ہے جن میں سے میں نے آپ کو کچھ figures دیے بھی تھے، میں پانچ چھ سیکنڈز میں دوبارہ بتا دیتا ہوں، ایران میں 35.7%, Turkey میں 21.30% and Kyrgyzstan میں 12.3% ہے، ہمارا consumer price index 9.81% پر ہے لیکن انہوں نے بتایا کہ 12% ہے، اگر 12% کو بھی درست مان لیں تو پھر بھی ہماری ان سے 200% inflation کم ہے، چونکہ international prices کا issue یہاں پر آتا ہے، روپے کی devaluation کی ایک reason یہ ہے۔ دوسرا جب ہم نے اس کو free market کر دیا ہے ، عوام کے سمجھنے کے لیے ہے کہ State Bank سے پیسے ادھار لے کر، روپے کو artificially, مصنوعی طور پر maintain نہیں رکھا بلکہ جو روپے کی اصل worth ہے اس پر رکھا ہے تاکہ روپیہ آہستگی سے مضبوط ہو۔ آپ نے پوچھا کیا ہوگا، ان شاء اللہ بہتری ہوگی، کیوں کہ آپ کی economy مضبوط ہو رہی ہے۔ آپ بیس ارب کے Forex reserves کو touch کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے exports تاریخی تعداد میں بڑھ رہی ہیں، production and export بڑھ رہی ہے۔ اس کی political reason یہ ہے، آپ نے کہا افغانستان میں بھی روپے کی قیمت، ان کی اپنی Afghani currency بڑھ رہی ہے، وہ اتنی کمزور نہیں ہوئی جتنی ہماری ہوئی ہے، آپ مجھے دنیا میں کوئی اور ملک بتا سکتے ہیں جہاں مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کی ایسی تاریخ ساز حکومتیں گزری ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

علی محمد خان: جہاں میاں صاحب اور زرداری صاحب کی حکومتیں گزر جائیں، شکر کریں روپیہ اپنی جگہ پر موجود ہے۔

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر محسن عزیز صاحب تشریف نہیں لائے، سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

(Q No.31) *Question No. 31 Senator Mushtaq Ahmed: *Will the Minister for Industries and Production be pleased to state the name of the incumbent Chief Executive Officer of Pakistan Industrial Development Corporation indicating criteria and procedure of appointment adopted thereof?*

Makhdoom Khusro Bukhtiar: Mr. Rizwan Ahmed Bhatti has been appointed as the incumbent CEO-PIDC *vide* Notification dated 13-12-2019.

PIDC is a public sector company registered under Section 32 of the Companies Act-2017 (erstwhile Companies Ordinance-1984). Accordingly, the criteria and procedure laid down in Public Sector Companies (Appointment of Chief Executive) Guidelines-2015 was adopted for appointment of the incumbent CEO-PIDC.

In terms of guideline 4 and guideline 6 of the said Guidelines, the Board of PIDC recommended a panel of three candidates in its meeting held on 19-09-2019 (Annex-I) for the post of CEO, after evaluation of the candidates as per the Fit and Proper Criteria delineated in Schedule-II (Annex-II) of the Appointment of Chief Executive Guidelines-2015. Mr. Rizwan Ahmed Bhatti was recommended as the principal candidate by the Board of Directors.

Subsequently, Federal Cabinet approved the appointment of Mr. Rizwan Ahmed Bhatti as CEO-PIDC

(Annex-III) for a period of three (03) years subject to termination on onemonth's notice, *vide* the Case dated 19-11-2019.

Annex-I

ITEM # 02 **To review / consider the Recommendations of HR Committee held on 19th September, 2019.**

The Board was apprised that in response to advertisement published in dailies **"Dawn", "Jang"** and **"The Frontier Post"** dated 11th August, 2019 for the position of CEO, PIDC, Thirty-one (31) applications of Candidates applied for the post of CEO, PIDC were received. The matter was placed before the HR Committee in its 23rd meeting held on 13th September, 2019 and the Committee after thorough review of all applications of the candidates applied for the post of CEO, PIDC short listed the following Six (6) out of total Thirty One (31) Candidates, found suitable/eligible for Interview for the post of CEO, PIDC:-

Sr. No.	Name
01	**Mr. Muhammad Alamgir Chaudhary**
02	**Mr. Muhammad Ali Khan**
03	**Mr. Muhammad Arif Shaikh**
04	**Air Commodore ® Saad Hussain**
05	**Mr. Rizwan Ahmed Bhatti**
06	**Mr. Muhammad Younus**

The HR Committee directed to call the following 06 short listed candidates for interview on 19th September, 2019 at MOI&P Committee Room, Block-A, Pak Secretariat, Islamabad

Following five (5) candidates appeared for interview out of above Six (6) short-listed candidates except the candidate at S.No.3. The HR Committee in its 24th meeting conducted interviews and evaluated the candidates based on relevant criteria and awarded points/marks out of 100 to each one of them:

Sr. No.	Name	Marks
1.	**Mr. Muhammad Alamgir Chaudhary**	**72**
2.	**Mr. Muhammad Ali Khan**	**64**
3.	**Mr. Saad Hussain**	**68**
4.	**Mr. Rizwan Ahmed Bhatti**	**86**
5.	**Mr. Muhammad Younus**	**59**

The HR Committee unanimously recommended the following panel of top three (3) candidates to the Board in the order of merit for the

appointment of the Chief Executive Officer, PIDC, for onward recommendation to the Ministry of Industries & Production for the approval/concurrence of the Government under the relevant SECP Rules.

Sr. No.	Name	Marks
1.	Mr. Rizwan Ahmed Bhatti	86
2.	Mr. Muhammad Alamgir Chaudhary	72
3.	Air Commodore ® Saad Hussain	64

Decision:

The Board considered the recommendations of the HR Committee of the Board and unanimously adopted and approved the same. It further authorized the Chairman of the Board to forward the panel of top three candidates to the MoI&P in the order of merit to obtain approval/concurrence of the Government

There being no other business, the meeting was concluded with vote of thanks to and from the chair.

COMPANY SECRETARY

SCHEDULE-II

[See paragraph 3]

Fit and Proper Criteria for Appointment as Chief Executive of a Public Sector Company

1. In order to determine whether a candidate proposed to be appointed as a chief executive of a public sector company is fit and proper for the position, the following factors shall be taken into consideration:

(1) **Competence and capability** – he must have the necessary skills, experience, ability and commitment to carry out the role efficiently and effectively.

(2) **Probity, personal integrity and reputation** – he must possess personal qualities such as honesty, integrity, diligence, independence of mind and fairness, and has the ability to represent a cohesive vision and strategy to all.

(3) **Financial integrity** – he must be capable to manage his debts or financial affairs prudently.

2. The Board of the public sector company shall also ensure that that the person is not ineligible to act as a chief executive pursuant to section 201 read with section 187 of the Companies Ordinance, 1984.

3. The assessment of the above criteria shall have regard to the considerations set out below:

(1) Competence and Capability:

(a) Competence and capability are demonstrated by a person who possesses the relevant competence, experience and ability to understand the technical requirements of the business, the inherent risks and the management process required to perform his role effectively as a chief executive.

(b) In assessing a person's competence and capability, the appointing authority shall consider matters including, but not limited to the following:

(i) whether the person has the appropriate qualification, training, skills, practical experience and commitment to effectively fulfill the role and responsibilities of the position; and

(ii) whether the person has satisfactory past performance or expertise in the nature of the business being conducted.

(c) To undertake the aforesaid assessment effectively, the following parameters are prescribed for consideration:

(i) He must

I. Possess a graduate degree from a well-reputed institute or such other professional qualification relating to the principle line of business of the public sector company, including manufacturing, mining, science, technology, agriculture, social science, or any other field commensurate to the job, or

II. Be a member of a recognized body of professional accountants, or

III. Be a recognized businessman or professional with a postgraduate degree in business administration or public administration or finance or commerce or marketing or equivalent; and

(ii) He must possess demonstrated experience of not less than ten years:

I. in governance or business administration or public administration or finance or commerce or marketing or any other field commensurate to the job in significant organizations with a commercial orientation, or

II. as chief executive or at a senior management level in similar organizations that have commercial attributes, or

III. at senior positions in relevant professional areas including, inter-alia, science, technology, finance, law, business, agriculture, social sciences, etc., or

IV. in community or professional organizations; or

V. at the level of member of governing body of a professional institute or as a head of department.

(2) Probity, Personal Integrity and Reputation:

(a) Probity, personal integrity and reputation are values that are demonstrated over time. These attributes demand a disciplined and on-going commitment to high ethical standards.

(b) In assessing a person's level of probity, integrity and reputation to hold a position of a chief executive, the appointing authority shall consider matters including, but not limited to the following:

(i) whether the person is or has been subject to any adverse findings or any settlement in civil/criminal proceedings particularly with regard to investments, formation or management of a company or body corporate, or the commission of financial business misconduct, fraud, financial crime, default in payment of taxes or statutory dues, etc.;

(ii) whether the person is or has been removed/dismissed in the capacity of an employee, director/chairman or from a position of trust, fiduciary appointment or similar position because of issues arising on account of his misconduct;

(iii) whether the person is or has, directly or indirectly, i.e. through his spouse or minor children, been engaged in any business which is of the same nature as and directly competes with the business carried on by the company of which he is the chief executive or by a subsidiary of such company;

(iv) whether the person has contravened any of the requirements and standards of a regulatory body, professional body, government or its agencies;

(v) whether the person, or any business in which he has a controlling interest or exercises significant influence, has been disciplined, suspended or reprimanded by a regulatory or professional body, a court or tribunal, whether publicly or privately;

(vi) whether the person has been engaged in any business practices which are deceitful, oppressive or otherwise improper (whether unlawful or not), or which otherwise reflect discredit on his professional conduct;

(vii) whether the person has been associated as a partner or director with a company, partnership or other business association that has been refused registration, authorisation, membership or a license to conduct any trade, business or profession, or has had that registration, authorisation, membership or license revoked, withdrawn or terminated;

(viii) whether the person has been a director, partner or chief executive of any company, partnership or other business association which is being or has been wound up by a court or other authority competent to do so within or outside Pakistan, or of any licensed institution, the license of which has been revoked under any law;

(ix) whether the person is free from any business or other relationship which could materially pose a conflict of interest or interfere with the exercise of his judgment when acting in the capacity of a director or chief executive or member of a governing body which would be disadvantageous to the interest of the public sector company; and

(x) whether the person is a Pakistani citizen or a foreign national or both.

(3) Financial Integrity:

(a) Financial integrity is demonstrated by a person who manages his own financial affairs properly and prudently.

(b) In assessing a person's financial integrity, the appointing authority shall consider all relevant factors, including but not limited to the following:

(i) whether such person's financial statements or record including wealth statements or income tax returns or assessment orders are available;

(ii) whether the latest Credit Information Bureau report of the person shows no overdue payments or default to a financial institution;

Provided that such a person will be treated as a defaulter if he has failed to repay his loan exceeding one million rupees to a financial institution or is a defaulter of a stock exchange.

(iii) whether the person has been and will be able to fulfil his financial obligations, whether in Pakistan or elsewhere, as and when they fall due; and

(iv) whether the person has been the subject of a judgment debt which is unsatisfied, either in whole or in part, whether in Pakistan or elsewhere.

(c) The fact that a person may be of limited financial means does not in itself, affect the person's ability to satisfy the financial integrity criteria.

4. While making appointment of chief executive to a public sector company, the appointing authority shall conform to a merit-based selection procedure and shall also give due consideration to the following:

(a) Sectoral expertise

(b) Organizational awareness;

(c) An understanding of the role of the government as a shareholder;

(d) Financial literacy and business acumen, irrespective of the professional background;

(e) A knowledge of the statutory responsibilities of a chief executive;

(f) The capability for a wide perspective on issues; and

(g) Leadership qualities.

Annex-III

Secret

Case No. 949/43/2019 Dated: 19.11.2019	**Appointment of Chief Executive Officer (CEO), Pakistan Industrial Development Corporation (PIDC).**
Presented by: Industries & Production Division	

DECISION

The Cabinet considered the summary titled '**Appointment of Chief Executive Officer (CEO), Pakistan Industrial Development Corporation (PIDC)**' dated 8th November, 2019, submitted by Industries & Production Division, and approved the candidate at Sr.No.1, in the order of merit, Mr. Rizwan Ahmed Bhatti, for appointment as Chief Executive Officer, PIDC, for a period of three years.

Mr. Chairman: Any Supplementary?

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں نے پوچھا ہے کہ Pakistan Industrial Development Corporation (PIDC) کے Chief Executive کا نام کیا ہے اور اس کو تعینات کرنے کا طریقہ کار کیا اختیار کیا گیا ہے؟ مجھے جواب دیا گیا ہے، اس کا نام Rizwan Bhatti ہے اور December-2019 میں اس کو notification کے ذریعے Chief Executive Officer (PIDC) تعینات کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس وقت یہ تعیناتی کی گئی اس وقت Prime Minister, Minister in-charge تھے اور تعیناتی غلط طریقے سے ہوئی ہے اور Steel Mills کو اونے پونے دام پر فروخت کرنے کے لیے ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! میرا نمبر ایک، ضمنی سوال یہ ہے کہ PIDC کا جو موجودہ CEO ہے ان کے خلاف Supreme Court میں کوئی case چل رہا ہے؟ نمبر دو، کیا Supreme Court نے CEO (PIDC) کے لیے کوئی guideline دی ہے؟ نمبر تین، کیا ان کی bad conduct کے بارے میں کوئی enquiry چل رہی ہے؟ ان تین ضمنی سوالات کے جوابات دیں، میرے خیال سے تینوں چیزیں ٹھیک ہیں، ان کی تعیناتی ٹھیک نہیں ہوئی ہے اور Steel Mills کو اونے پونے دام پر فروخت کرنے کے لیے کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: معزز وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور۔

علی محمد خان: میری دعا ہے کہ مشتاق صاحب کی جماعت کو اللہ تعالیٰ کبھی یہ موقع دے کہ یہ ملک میں اپنا وزیر اعظم بنا سکیں، 70 سالوں میں تو نہیں ہوا یہ اپنی خود احتسابی کریں، جب یہ بن جائیں گے ان کو پتا لگ جائے گا کہ normally جو امور مملکت چلتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

علی محمد خان: آپ سن لیں، سن لیا کریں۔ میں اس وقت جس وزارت کو represent کر رہا ہوں، اس کے Minister in-charge, Prime Minister صاحب ہیں۔۔۔

(مداخلت)

علی محمد خان: اللہ آپ کو توفیق دے کہ ہم سب کا کردار اور عمل ایک ہو، ہم سب منافقت سے دور ہوں، اللہ ہمیں کامیابی دے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

(مداخلت)

علی محمد خان: ماشاء اللہ 17th Amendment میں مشرف صاحب کو وردی میں ہم نے منتخب کیا تھا، LFO میں ہم نے منتخب کیا تھا، ضیاء صاحب کے ساتھ بھی ہم ہی تھے، وہ ہم ہی تھے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی علی محمد خان صاحب، please.

علی محمد خان: وزیر اعظم صاحب بہت وزارتوں کے Minister in-charge ہوتے ہیں، ان کو پتا ہونا چاہیے، ان کو پتا ہوتا ہے یہ ویسے ہی جمعہ کے دن چھیڑ خانی کر رہے ہیں۔ پارلیمانی امور کے Minister in-charge وزیر اعظم صاحب ہیں، Cabinet Division کے Minister in-charge وزیر اعظم صاحب ہوتے ہیں، ہمیشہ سے ہیں، Establishment Division کو Parliament میں، میں دیکھتا ہوں، بابر صاحب بھی دیکھتے ہیں لیکن اس کے Minister In-charge, خان صاحب، وزیر اعظم پاکستان ہیں۔ میاں نواز شریف صاحب جو کبھی کبھی کابینہ کی meeting کرتے تھے، زیادہ نہیں کرتے تھے لیکن آٹھ مہینوں میں ایک ہو جاتی تھی، ہماری ہر ہفتہ میں meeting ہوتی ہے، اس وقت بھی وہ

Minister in-charge تھے۔ اس طرح سے ہم نے جس وزارت کا پوچھا ہے ، اس کے Minister in-charge, Prime Minister تھے لیکن اس کے لیے وہ advisers رکھتے ہیں، قانون اور آئین میں اجازت ہے، انہوں نے اس کے تحت رکھا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا ان کی appointment آئین اور قانون کے مطابق ہوئی ہے، جو procedure تھا، ہم نے وہ آپ کو detail میں دے دیا ہے کہ چھ نام shortlist ہوئے، پانچ بندوں کو interview کے لیے بلایا گیا، اس کے بعد تین نام کی list آئی پھر کابینہ کے پاس اختیار ہوتا ہے کہ ان میں سے وہ کسی کو select کرے، اس بندے کو select کیا گیا، مجھے آج صبح جو اطلاع پہنچائی گئی کہ اس issue پر ایک petition بھی ہے، I think High Court Lahore or Karachi میں ہے تو اگر اس پر High Court میں case چل رہا ہے وہ sub judice ہے، میں request کروں گا کہ sub judice cases پر یہاں پر آپ سوالات نہ لے کر آئیں، اگر اس کو عدالت دیکھ رہی ہے ، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ انہوں نے کیا ہے، normally اس میں یہ ہوتا ہے کہ جس بندے کو عہدہ نہیں ملا ہو تو وہ کسی کو request کر دیتا ہے کہ سوال کریں کیوں کہ مجھے یہ عہدہ نہیں ملا ہے، عدالت اس کا فیصلہ کرے گی کہ یہ merit پر ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے لیکن کابینہ کے پاس اختیار تھا، تمام rules follow ہوئے، ایک شخص کو منتخب کر دیا گیا اگر اس میں کوئی مسئلہ ہے تو اس کا فیصلہ عدالت کرے گی۔

جناب چیئرمین: اور Steel Mills کا بھی بتا دیں۔

علی محمد خان: جناب والا! Steel Mills کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ Steel Mills پر ایک separate question لے کر آئیں لیکن میں off the cuff اس پر بتا دیتا ہوں ، کیوں کہ میں اس پر کافی سوالات کے جوابات بھی دے چکا ہوں، Steel Mills, 2008 تک۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں اس شخص کا Steel Mills سے کیا تعلق ہے، وہ یہ پوچھ رہے ہیں۔

علی محمد خان: جناب والا! میں کیا اس کا assistant لگا ہوا ہوں، مجھے آگے پیچھے سارا پتا ہو، I don't know اس کا Steel Mills سے کیا تعلق ہے، separate question لے آئیں، Steel Mills کے حوالے سے انہوں نے پوچھا کہ اونے پونے۔۔۔

جناب چیئرمین: PIDC کا Steel Mills سے تو کوئی issue نہیں ہے؟

علی محمد خان: اس کا کوئی issue نہیں ہے، اس پر میرا on record جواب لے لیں۔ Steel Mills Pakistan کا اثاثہ تھا، ہم dictators کو بڑی گالیاں دیتے ہیں، اس وقت تک Steel Mills کما رہا تھا، profit میں تھا، دس سالوں میں کیا ہوا کہ Steel Mills کو بیچنے کی نوبت آئی، پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ سے پوچھیں تو سہی، آپ جن کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، آپ نے پاکستان کے اتنے بڑے اثاثہ کے ساتھ کیا کر دیا۔

جناب چیئرمین: آپ کا پھر سپلیمنٹری ہے؟

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں نے یہ پوچھا تھا کہ Supreme Court نے اس حوالے سے کوئی guideline دی ہے، اگر دی ہے تو وہ کیا ہے، مجھے یہ بتا دیا جائے۔

جناب چیئرمین: کس کے لیے؟

سینیٹر مشتاق احمد: PIDC کے CEO کی تعیناتی کے حوالے سے۔

Mr. Chairman: Guidelines?

سینیٹر مشتاق احمد: جی، یہ case تھا اور انہوں نے guidelines دی ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب guidelines دی ہیں کہ نہیں دیں؟

علی محمد خان: جناب والا! یہ separate question لے کر آئیں، کیوں کہ اس میں ان کا بڑا interest ہے، یہ جو دو بندے رہ گئے ہیں، پتا نہیں اس میں ان کا کیا interest ہے۔

جناب چیئرمین: Separate question دے دیں گے پھر آپ ان کو information لے کر دے دینا۔

علی محمد خان: جناب والا! میں بار بار ان سے کہہ رہا ہوں کہ rules and regulations follow ہوئے ہیں، کابینہ نے اپنا اختیار استعمال کیا ہے، اگر اس بندے میں

مسئلہ ہے تو اس کا case عدالت میں چل رہا ہے، آپ اتنا کیوں پریشان ہو رہے ہیں، عدالت فیصلہ کرلے گی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، شکریہ، معزز سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

(Q No.32) *Question No. 32 Senator Mushtaq Ahmed: *Will the Minister for Commerce be pleased to state:*

(a) whether it is a fact that first quarter of current fiscal year (July -Sep 2021) posted a rise of more than 100% in trade deficit, if so, the reasons thereof; and

(b) steps taken by the Government to reduce the trade deficit?

Minister for Commerce: (a) The trade figures for 1st quarter (July to September) for FY 2020-21 and FY 2021-22 are given below:

(value in Million US Dollars)

Category	July to September 2020-2021	July to September 2021-2022	Percent change
Imports	11,286.11	18,746.83	66.11
Exports	54,71.81	6,996.75	27.89
Trade deficit	5,814.3	11,750.08	102.08

Trade deficit during the first quarter of current fiscal year (July –September 2021) stood at US$ 11.75 billion, compared to US$ 5.81 billion during the same period in FY 2020-21, registering an increase of 102.1%.While exports from Pakistan increased by 27.89% during the first quarter, imports also recorded an increase of 66.11%.

The main reason for the relative increase in imports has been increased in imports of raw materials, food items, COVID-19 vaccines, telecommunications equipment, and transportation goods, as well as the high prices of food related goods in the international market. Import of machinery and industrial raw material also increased substantially as a result of investment by the local industry. The sharp increase in the energy prices has resulted in increase of import of petroleum products by 97.28%. Similarly, import of palm oil and sugar has also increased substantially.

Source: PBS

(b) The following export enhancement measures has been taken by the Government to increase export and thus reduce trade deficit:

i. PM PACKAGE OF INCENTIVE FOR EXPORTERS:

In 2018, Pakistan's export had been adversely affected due to high energy costs, exchange rate appreciation and high import tariffs on inputs. To arrest this declining trend of exports, the Economic Coordination Committee (ECC) of the Cabinet approved Prime Minister's Package of Incentives of PKR 180 billion for exporters of Textile and Non-Textile sectors on shipments made from 16th January, 2017 to 30th June, 2018, which was specifically aimed at improving competitiveness of the export sector. As a result of this incentive, country's export competitiveness showed signs of positive growth. Hence, to keep up the momentum of this growth trajectory, the Package, with the approval of the ECC of the Cabinet, was further extended for three consecutive years. The Drawback schemes expired on

30th June 2021. The MoC has conduct an impact assessment study of the schemes and is in the process of formulation of a new scheme to replace the previous one.

ii. TARIFF RATIONALIZATION THROUGH NATIONAL TARIFF POLICY:

The first ever National Tariff Policy (NTP) 2019-2024 was approved by the Federal Government on 19th November, 2019. In order to meet the objectives of the NTP and to remove distortions in the tariff structure, in line with the requests received from the public and the private sectors, tariffs were rationalized as per details given below:

- Implementation of National Tariff Policy 2019-24 (FY 2020-21 Performance)
  (a) ACD on 1623 Tariff Lines, consisting of basic raw materials, was removed.
  (b) CD on 90 Tariff Lines, consisting of intermediate goods/inputs, not manufactured locally, was reduced from 11% to 3% and 0%.
  (c) In order to implement the "Make in Pakistan Initiative" of the Government, tariffs were rationalized on 112 Tariff Lines.
  (d) RD on 36 Tariff Lines of Iron & Steel Sector was reduced.
  (e) ACD and RD on 164 Tariff Lines of Textile Sector, not locally manufactured, were removed in order to increase the share of Man-Made Fiber (MMF) in textile exports.

(f) In order to meet the demand of value-added Textile Sector, 5% CD and 5% RD on import of Cotton yarn was removed till 30th June, 2021.

(g) ACD on 152 tariff lines pertaining to raw materials, mostly chemicals, used by the local manufacturing sector was removed.

- Implementation of National Tariff Policy 2019-24 (Budget FY 2021-22 Performance)
  (a) Reduction of ACD from 7% to 6% in 20% slab.
  (b) Tariff Rationalized of Tourism Industry as per request of Pakistan Tourism Corporation Development (PTDC).
  (c) Tariff Rationalization of the Textile sector as per study conducted by Tariff Policy Centre.
  (d) Individual tariff rationalization requests, received from various industries, have been taken into account by the Tariff Policy Board in line with the objectives of the NTP.
  (e) Customs Duty reduction from 11% to 3% & 0% on items not locally manufactured.
  (f) Tariff Rationalization of Pharmaceutical sector as per request of MoNHSR&C and Pakistan Pharmaceutical Manufacturers Association.

(g) Tariff Rationalization of flat products of Iron and steel sector as per recommendations of Tariff Policy Centre.
(h) Reduction of Customs duty from 3% to 0% on items not locally manufactured.
(i) Duties on raw materials, used by the manufacturers of Covid-19 related items, have been removed at the request of MoNHSR&C.
(j) RDs on non-essential items, as per recommendations of FBR, have been increased.
(k) Tariff rationalization of Auto Sector as per recommendations of Ministry of Industries and Production.

iii.e-COMMMERCE POLICY:

Pakistan announced its first ever e-Commerce Policy, prepared by Ministry of Commerce, on 1st October, 2019. The Policy aims to provide a launching pad to Pakistan's e-Commerce market and its exports, while proving to be a driver of youth empowerment and employment generation, export development and increase investment/FDI in Pakistan through digital connectivity. An e-Commerce business facilitation hub will be created, by ensuring facilitation for free-lancers, e-Commerce initiatives and startups through effective coordination with SECP, FBR and SBP. Pak e-SME program will be initiated to identify, train, enable and connect 50,000 e-SMEs of the remote areas of Pakistan to online market places for promoting e-Commerce. An e-Commerce Aggregator will be developed with Public

Private Partnership to show-case e-Commerce companies of Pakistan to the world. Moreover, Pakistan has been added officially in the sellers list of Amazon on 21st May, 2021 – one of the world's largest e-Commerce platform.

iv. ENACTMENT OF GI LAW AND NOTIFICATION OF GI RULES:

The Geographical Indications (GI) Law was finalized after consultation with public and private sector stakeholders and forwarded to the Ministry for enactment by the Parliament. Accordingly, the Geographical Indications (Protection and Registration) Act, 2020 was passed by the Parliament in March 31, 2020. GI Rules there under were notified on 28th December, 2020. Pakistan received the geographical indication (GI) tag for its Basmati rice on January 26, 2021. GI tag will provide protection to Pakistani Rice against misuse or imitation, hence, will guarantee that its share in the international market is protected. Chounsa Mango, Sindhri Mango and Kinnow have been approved by the Cabinet on 13th April, 2021 to be registered as Pakistan's Geographical Indication (GI). Geographical Indication (GI) registration has been processed for "Pink Salt".

Accession to Madrid Protocol: Pakistan joined the Madrid system of international registration Trademarks, on 24th February, 2021. With the accession to the Madrid system, the Trademark holders of Pakistan will be able to protect their trademarks in more than 100 countries by filing a single application at WIPO via IPO Pakistan. The business community of member countries

will also be able to get protection of their Trademarks in Pakistan by using Madrid route. It is win-win situation for traders of both Pakistan and its trading partners to get protection of Intellectual Property Rights to promote genuine businesses in their markets as well as instilling confidence in potential foreign investors.

v. STRATEGIC TRADE POLICY FRAMEWORK 2020-2025:

The upcoming Strategic Trade Policy Framework (STPF) 2020-25 aims to enhance export competitiveness of Pakistan through a framework of interventions having an impact across the value chains. The STPF intends to make the policy implementation unidirectional by correcting the chronic policy fragmentation related issues that have undermined the effective implementation of previous Trade Policy Frameworks. The ECC of the Cabinet in its meeting held on 31st March, 2021 has approved the formulation of National Export Development Board (NEDB) envisaged under the STPF to oversee its implementation. The NEDB has been notified on 8th July 2021. ECC of the Cabinet in its meeting held on 04-11-2012 has also approved Strategic Trade Policy Framework 2020-25.

vi. TEXTILE POLICY 2020-2025:

In tandem with STPF, the 3rd Textile Policy 2020-25 is also being launched by the Ministry of Commerce. The Policy is aimed at utilizing the potential of home-grown cotton augmented by Manmade Fiber / Filament to boost value-added exports and become one the major players in global textile supply chain. The Textile sector will provide a conducive business environment;

consistent, predictable and foreseeable measures will be taken to create a level playing field for the domestic and export-oriented textiles value chains.

vii. IMPROVED EFFICIENCY OF TRANSIT THROUGH PAKISTAN AND REGIONAL CONNECTIVITY:

New border points opened for trade with Afghanistan and Iran Ghulam Khan BCP opened for ATT, Kharlachi notified as rebatable BCP to enhance exports, Customs & banking facilities being established at all BCPs. The Protocol No. 6 for extension of Afghanistan-Pakistan Transit Trade Agreement (APTTA-2010) for the period of six months was signed on 8th July, 2021. Furthermore, National Trade and Transport Facilitation Committee (NTTFC) has been reactivated and the meetings are being held regularly to ensure progress on TIR and other trade related transport and logistics issues). TIR Rules being rationalized, ATT bulk shipments allowed thru Gwadar port, Joint Check Posts of all agencies established at BCPs to reduce clearance time, scanning regime rationalized and removal of transshipment restrictions.

Moreover, Pakistan-Uzbekistan Transit Trade Agreement finalized. Preferential Trade Agreements (PTAs) with Uzbekistan & Afghanistan under advanced stage of negotiations; Negotiations have been resumed with Gulf Cooperation Council (GCC) for Free Trade Agreement (FTA) after 13 years. MoU on Establishment of Border Sustenance Marketplaces with Iran was signed on 21st April, 2021 in Tehran.

viii. MARKET ACCESS INITIATIVES:

The Ministry of Commerce has been in the continuous process of formulating market penetration

strategies in collaboration with TDAP and Trade Missions for Potential / Non-Traditional Markets *i.e.*, South Asia, Central Asia, Africa, South America, Russia and South East Asia etc. to promote and facilitate exports to the untapped markets which hold immense potential for Pakistan to enhance its market share.

To have better market access for Pakistani products, the Government has taken the following initiatives:

Pak China FTA Phase-II: Pakistan has signed the second phase of Pak-China FTA, effective from 1st January, 2020, under which duty on 313 Tariff Lines will be reduced to zero by China. The enhanced market access will further diversify Pakistan's export in these Tariff Lines.

Implementation of Phase-II of the China-Pakistan Free Trade Agreement from 1st January 2020 followed by awareness campaign through ten seminars to apprise the business community of Pakistan about the benefits of this Agreement. Moreover, holding of Trade & Investment Conference in November-2018 in Shanghai-China and in April 2019 in Beijing during visits of the Prime Minister of Pakistan.

Settlement of mutual financial claims with Russia: An Agreement was signed between the Government of the Islamic Republic of Pakistan and the Government of the Russian Federation on settlement of mutual financial claims and the obligations on operations of the former USSR. A 39-year-old trade dispute has been settled in which it was decide that Pakistan would return US$ 93.5 million within 90 days of the signing of the agreement.

NBP has been instructed to complete all codal formalities and the disperse the amounts as per Cabinet's decision.

Pakistan Turkey Business and Investment Forum: The first ever Pakistan Turkey Business and Investment Forum was held on 13-14th February, 2020 to promote trade and investment opportunities in Pakistan for the Turkish side. 40 Turkish companies participated and around 450 meetings were held for possible Joint Ventures and to explore avenues of cooperation.

Entry of Pakistani Rice in Russian Market: Russia has recently allowed import of Pakistani rice; initially four firms have been allowed and more will be allowed after virtual inspection by Russian Authorities.

Re-entry of Pakistani Kinnow into UK market: Due to the continuous efforts of this office, Pakistan Secured re-entry of Pakistani Kinnow into UK market.

Resumption of Flights by British Airways: The commercial section with collaboration of Pakistan High Commission London managed to convince the British Airways authorities to resume their flights to Pakistan.

Virtual International Rawal Expo: Virtual International Rawal Expo (VIRE) 2020 was held by Rawalpindi Chamber of Commerce virtually, enabling the Dutch companies to attend the event.

Pak-Italy Textile Technology Center Pak-Italy: Textile Technology Center was established in Faisalabad in December 2020. The Center will focus on technology upgradation and skill development in textile exports. The textile machinery for the center was secured free of cost from Italian Government/Italian trade Agency (ITA). Master Trainers were also arranged from Italy.

Pak Italy Footwear Technology Center: Pak Italy Footwear Technology Center was established in Lahore in October 2020. The center focuses on upgradation of manufacturing and training facilities in footwear exports.

Export of Services Mode IV in Italian: Labour market Pakistan export of Services Mode IV in Italian labour market was revived after exclusion of Pakistan from the list of countries that are eligible to export labour services to Italy.

Export of Medical services Mode IV: Italian authorities agreed to allow as well as review and accommodate Pakistani Doctors and paramedics on long term basis, thus opening of export of Medical services Mode IV allow Pakistani Doctors and paramedics to practice in Italy.

Adventure tourism: Italian climbers, skiing, trekking and rafting clubs were approached to promote adventure tourism in Pakistan. Italian Team of climbers Headed by Ms. Tamara Lunger was sent to Pakistan for winter ascent of K2 in Dec 2020.

Market Access by China on Yarn, Rice and Sugar: The Chinese Government has granted one-time duty-free buying arrangement of US$ 01 billion access to Pakistan in yarn, sugar and rice.

Enhanced Market Access offered by Indonesia: As a result of concerted negotiations, Ministry of Commerce has been able to get market access from Indonesia on additional 20 tariff lines. Exports in these 20 tariff lines will further diversify Pakistan’s exports to Indonesia, for

Pakistan's global export in these lines amount to US$ 4 billion.

Enhanced Market Access offered by Sri Lanka: In Dec, 2019, three new varieties namely, PK 385 and or Super Kernel grade, 1121 Kianat Rice, PK 198/D 98 Basmati Rice have been added to the list of Rice having duty free access to Sri Lankan market.

New Markets: To further diversify Pakistan's exports to non-traditional markets, the Ministry of Commerce has launched the *"Look Africa"* policy to promote and facilitate exports to the untapped markets of African region, which hold immense potential for Pakistan to enhance its market share.

Enhanced engagement with top 10 African Economies: The Ministry of Commerce has enhanced interaction with African Ambassadors/High Commissioners based in Pakistan, and directed the trade officers posted in African countries to intensify engagement with respective Governments and business leaders.

a. 6 new commercial sections: in Egypt, Tanzania, Ethiopia, Sudan, Algeria, and Senegal have been opened. Moreover, accreditation has been granted to four existing Trade Officers as follows:
    i. Commercial Councilor Kenya (Uganda, Rwanda, Burundi, Eretria)
    ii. Commercial Secretary South Africa (Botswana, Lesotho, Namibia, Swaziland)

iii. Commercial Councilor Morocco (Tunisia, Mauritania)
iv. Commercial Secretary Nigeria (Niger, Chad, Cameroon, Ghana, Benin)

b. Arrangement of Look Africa Trade Forums in Major Cities: "Look Africa Trade Forum" was organized on the sidelines of EXPO Pakistan-2017 at Karachi, attended by hundreds of businessmen from 18 African countries, all African Ambassadors/ High Commissioners in Pakistan, diplomats, government officials and over two hundred Pakistani businessmen. Trade Forums were also arranged in Karachi, Lahore, Peshawar and Islamabad, with the help of the chambers of commerce.

c. Negotiations on Bilateral/Multilateral Trade Agreements: Trade Negotiation Committees have been formed/reactivated with major African countries. Joint Working Groups (JWGs)/JTC with Tunisia and Kenya have been established, while Egypt has agreed to the establishment of a JWG between the two countries. Bilateral Trade Agreements (BTAs) are in process with Nigeria, Rwanda and Ethiopia. Under these BTAs, JWGs will also be established. Engagement with SACU, ECOWAS and EAC is being initiated.

d. Enhanced Subsidy for Africa: TDAP provides special subsidy (80-90%) to companies/delegations to encourage their participation in exhibitions in Africa. After the

launch of “Look Africa Policy Initiative”, 12 exhibitions in Egypt, Morocco, South Africa, Nigeria, Kenya, Tanzania and Ethiopia etc. and 1 delegation of Surgical, Pharma and Sports Goods to Algeria and Tunisia have been sponsored by TDAP under the policy.

e. Pakistan-Africa Trade Development Conference: The event was held in Nairobi, Kenya, on 30-31 January, 2019, with an aim to promote trade and to further strengthen existing trade linkages with the African region.

TDAP has arranged 13 international trade delegations despite lockdown and organized First Virtual International Textile Exhibition in 2020. Multiple Webinars have been arranged by the Commercial Section at the High Commission in London to promote Roshan Digital Account (RDA), and Naya Pakistan Certificate (NPC) in UK. Trade promotion activities has been planned through usage of virtual platforms.

ix. EXPORT FINANCE SCHEMES TO INCENTIVES EXPORTS:

State Bank of Pakistan (SBP) has been undertaking a wide range, of development finance activities besides, its core functions, to promote export led growth in the country. For this purpose, SBP consistently formulates and reviews its various short- and long-term refinance schemes to facilitate banks in meeting credit needs of their borrowers primarily exporters and export led industrialist. The SBP offers following financing support schemes to the exporters:

a. Export Finance Scheme (EFS)
b. Islamic Export Refinance Scheme (IERS)
c. Long Term Financing Facility (LTFF) for Plant & Machinery
d. Islamic Long-Term Financing Facility (ILTFF) for Plant & Machinery

x. EXPORT FACILITATION SCHEMES:

The Government has taken steps to facilitate exporters and increase competitiveness of country's exports in the international markets by promoting ease of doing business and exempting duties and taxes on imported inputs for manufacturing of exports under certain conditions. In this regard the following schemes are offered by FBR:

a. The Export Oriented Units (EOU) and Small and Medium Enterprises Rules, 2008
b. Manufacturing Bond Rules - SRO 450(1)/2001
c. Duty and Tax Remission for Exports (DTRE) Scheme
d. Temporary Importation Scheme - SRO 492(1)/2009
e. Export Processing Zone (EPZ) Rules
f. Determination of Materials and Fixation of Rates

xi. SUBSIDIZED ENERGY FOR EXPORT ORIENTED SECTORS:

In order to maintain the competitiveness of Pakistani exports, the five export-oriented sectors textile, surgical goods, carpets, leather and sports goods, are provided subsidized electricity at the rate of 7.5 cents (all

inclusive) per unit (kwh) and the mix of local and RLNG at a fixed rate of $ 6.5 per million British thermal unit.

Mr. Chairman: Any supplementary.

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں نے پوچھا ہے کہ مالی سال July-September 2021 پہلی سہ ماہی میں تجارتی خسارے میں سو فیصد اضافہ ہوا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں اور trade deficit کو کم کرنے کے لیے حکومتی اقدامات کیا ہیں؟ مجھے یہاں پر دس صفحوں پر جواب دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ سو فیصد trade deficit ہوا ہے۔ ابھی معزز سینیٹر رانا مقبول احمد صاحب نے پوچھا کہ روپے کی depreciation اس لیے کی جاتی ہے کہ exports jump کرے۔ روپے کی 45% depreciation ہوئی ہے اور exports jump کرنے کی بجائے سو فیصد trade deficit ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مشتاق احمد صاحب سوال کریں۔

سینیٹر مشتاق احمد: یہ لکھا ہوا ہے کہ export کتنا ہے اور import کتنا ہے۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ category imports, category exports our total deficit آپ کے جواب میں یہ لکھا ہوا ہے اور میں اسی سے پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ مجھے بتایا جائے کہ روپے کی depreciation کے بعد export اس طرح نہیں بڑھ رہی کہ trade deficit کو کم کرے۔ جس کی وجہ سے معیشت ڈوب رہی ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس دس صفحے کے جواب کی بجائے ہمیں عملی اقدامات نظر نہیں آتے۔ عملی اقدامات کی صورت میں اس کی تفصیل آنی چاہیے۔ آپ نے جتنے incentives دیے ہیں، جتنے اقدامات کیے ہیں وہ موثر ثابت نہیں ہوسکے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ خود مان رہے ہیں کہ سو فیصد trade deficit میں اضافہ ہوا ہے۔

Mr. Chairman: Honourable Minister of State for Parliamentary Affairs.

علی محمد خان: جناب جتنی انہوں نے trade deficit and export کی بات کی ہے تو میں technically ان سے differ کروں گا۔ اگر exports بڑھتی ہیں تو ضروری نہیں

کہ trade deficit کم ہو۔ آپ تھوڑا سا mechanism کو سمجھنے کی کوشش کریں یا پھر Finance Minister sahib کے ساتھ آپ کی کلاس لگا دیتے ہیں وہ آپ کو سمجھا دیں گے۔

(مداخلت)

علی محمد خان: جواب ہم نے آپ کو دیا ہوا ہے آپ سمجھنا نہیں چاہتے یا پڑھنا نہیں چاہتے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب personal بات نہ کریں.please

سینیٹر مشتاق احمد: آپ نے جواب دیا ہے کہ export کتنا اور import کتنا ہے۔

علی محمد خان: تو سن لیا کریں۔ جب ہم آپ کو لکھ کر جواب دیتے ہیں اور گیارہ صفحات بھی آپ نہیں پڑھ سکتے۔ آپ نے نہیں پڑھا ہم نے آپ کو بتایا ہے کہ reason کیا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: چلیں آپ reason بتا دیں۔

علی محمد خان: تھوڑا سا پڑھ لیا کریں۔ آپ عینک کا نمبر بڑھائیں۔ میں نے آپ کو اسی segment میں آج کے دن ۔۔۔

(مداخلت)

علی محمد خان: سن لیں یا پھر آپ تقریر کر لیں۔ جب سے آپ لوگ ہم سے دور ہوئے ہیں الحمد للہ عقل کا نمبر ہمارا روز بروز بڑھ رہا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مہربانی کریں ہاؤس میں اس طرح نہ کریں۔

علی محمد خان: آپ ہم سے دور ہوئے تو ہماری خیبر پختونخوا میں اکثریت ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین: علی محمد خان صاحب please جواب دیں۔

علی محمد خان: میں پھر بھی آپ کو دعوت دیتا ہوں آپ corruption کے خلاف ہیں، پیپلز پارٹی اور ن لیگ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ عمران خان کے ساتھ آئیں۔

جناب چیئرمین: ابھی سوال کا جواب دیں۔ Political باتوں کو چھوڑیں۔

علی محمد خان: جس کو پاکستان کی سپریم کورٹ صادق اور امین declare کر چکی ہے۔ آپ زرداری صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ واہ رے واہ سراج لالہ۔ جماعت اسلامی واہ رے واہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب please جواب دیں۔

علی محمد خان: آپ ہمارے ساتھ آئیں، آپ عمران خان صاحب کے ساتھ آئیں اگر آپ واقعی corruption کے خلاف ہیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب جواب دیں۔

علی محمد خان: یہ مجھے جواب دینے ہی نہیں دیتے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کو جواب دینے دیں۔ پہلے ان کو سن تو لیں۔

علی محمد خان: سینیٹر مولا بخش چانڈیو صاحب ناراض ہوتے ہیں اور غصہ کرتے ہیں۔ ان کو بٹھائیں۔ میں نے تو سچی بات کی ہے کہ اگر آپ ایمان دار آدمی کے ساتھ جانا چاہتے ہیں، زرداری صاحب بھی اچھے آدمی ہیں لیکن میں آپ کو عمران خان offer کر رہا ہوں۔ عمران خان صاحب کے ساتھ آ جائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ پہلے جواب سنیں پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ علی محمد خان صاحب جواب دیں۔

علی محمد خان: آپ کو اچھی طرح پتا ہے کہ وہ کہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان شاء اللہ وہ وہاں بیٹھے ہی رہیں گے۔ آخری نو ڈیرو میں ہی رہیں گے۔

(مداخلت)

علی محمد خان: جناب میں جواب کی طرف آنا چاہ رہا ہوں۔ سینیٹر مشتاق احمد صاحب بات نہیں کرنے دیتے اور سوال کر دیتے ہیں، پھر ہمیں بھی ان کو آئینہ دکھانا پڑتا ہے۔ ہماری per month exports تین ارب ڈالر کو touch کر رہی ہیں۔ کبھی تین ارب ڈالر کو touch کرتی ہے، کبھی اوپر اور کبھی نیچے ہوتی ہے۔ (ن) لیگ کے دور میں highest 2 billion dollar تک گئی۔ اب exports جب بڑھی ہیں تو exports کیوں بڑھی ہیں؟ Production بڑھی ہے ساتھ ہی business activity بڑھتی ہے تو import bill

بھی بڑھتا ہے۔ آپ نے import کیوں بڑھائی۔ Import اس لیے بڑھائی ہے کہ آپ کے ملک میں industrial and agriculture sectors plus construction industry میں COVID کے دوران boom آیا۔ سیمنٹ کی record sale ہوئی ہے اور export بڑھ رہی ہے۔ Motorcycle, tractor کی sale بڑھ رہی ہے تو اس میں import bill بھی بڑھ رہا ہے۔

جب کسی ملک میں کوئی economic, agriculture, industrial activity ہوتی ہے تو آپ کو import کرنا پڑتی ہے۔ Import کو اس لیے بڑھایا کہ معیشت مضبوط ہو رہی ہے۔ میں یہاں پر کئی مرتبہ یہ بات کر چکا ہوں کہ فیصل آباد جس کو پاکستان کا مانچسٹر کہا جاتا ہے، وہاں پر پچاس ہزار power looms بند تھیں۔ اس حکومت نے پچاس ہزار power looms کو دوبارہ بحال کیا ہے۔ اس کے لیے raw material کدھر سے آیا۔ آسمان سے آئے گا ظاہر ہے، باہر سے import کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ 97.28% petroleum products کا bill بڑھا ہے۔ سینیٹر مشتاق احمد صاحب petrol جماعت اسلامی کا جو سینٹر ہے وہاں سے نہیں نکلتا۔ Petrol پاکستان کو 97.28% import کرنا پڑتا ہے۔ Petrol کا import bill بڑھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے آپ کو figures دیے ہیں کہ 27.89% export اس quarter میں بڑھی ہے اور ساتھ ہی import bill 66.11% بڑھا ہے کیونکہ export, agriculture and industrial activities بڑھ رہی ہیں۔ Overall economic boom آ رہا ہے اس وجہ سے trade deficit بڑھا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری صاحبہ، ضمنی سوال۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: شکریہ، جناب چیئرمین! E-commerce policy پر انہوں نے یہاں لکھا ہے کہ business facilitation hub will be created by ensuring facilitation for free lancers. ہماری یوتھ games بنا رہی ہے اور software بنا رہے ہیں وہ billion dollars کی ہیں۔ اس کو priority پر کرنا

چاہیے تھا۔ ابھی دبئی اور through some channels وہ یہ کام کر رہے ہیں جس کی وجہ سے

we are losing revenues. This should have been done on emergency basis which has not been done.

دوسری چیز page 20 پر enactment of GI laws, which is a good step پر ابھی تک pink salt جو ہماری کھیوڑہ mine کا لاہوری نمک جسے ہم کہتے ہیں وہ اب تک نہیں آیا۔ ابھی ہندوستان اور اسرائیل اس کو بیچ رہے ہیں اور یہ amazon.com پر بک رہا ہے۔ پاکستان سے ابھی order کریں تو وہ کہتے ہیں we will not sell it to Pakistan. ہمارے origin کی چیز جس کو ہم بھر، بھر کر کوڑیوں کے دام دے رہے ہیں اور وہ millions of dollars کما رہے ہیں

that is how we are losing our revenues.

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب suggestions note کر لیں۔

علی محمد خان: دونوں اچھی suggestions ہیں میری اس میں ایک additional suggestion یہ ہے کہ وزیراعظم صاحب نے ہمارے معزز ممبر اور آپ ہی کے ہاؤس کے colleague ہیں سینیٹر عون عباس صاحب ۔ جنہوں نے as MD Bait-ul-Mall بڑی اچھی performance دی تھی، I do not know اس وقت موجود ہیں یا نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: انہوں نے جیسے ہی E-commerce کا سنا اٹھ کر باہر چلے گئے۔

علی محمد خان: وزیر اعظم صاحب نے ان کو Special Assistance on E-commerce بنایا ہے۔ انہوں نے حال ہی میں کل پرسوں اس پر کانفرنس بھی کی ہے۔ میری request ہوگی کہ سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری صاحبہ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور E-Commerce پر ان کے پاس کوئی suggestions ہیں، آپ کے ہاؤس کے ممبر ہیں اور Special Assistant ہیں he is taking those initiatives ان شاء اللہ آپ کی appreciation ہو گی جو بھی آپ کی recommendations ہوں گی۔

جناب چیئرمین: میڈم، سینیٹر عون عباس صاحب کو Special Assistant لگایا ہے۔

علی محمد خان: ساتھ ہی جو آپ نے salt کے بارے میں recommendations دی ہیں I hope Ministry نے اس کو note کر لیا ہوگا۔

جناب چیئرمین: سینیٹر علی ظفر صاحب تشریف نہیں لائے۔ جواب ہاؤس میں رکھ دیا گیا ہے۔

Q.No. 33* Question No. 33 Senator Syed Ali Zafar: *Will the Minister for Commerce be pleased to state:*

(a) the details of increase in the exports of the country during the last two years; and

(b) the steps taken / being taken by the Government to enhance the exports of the countries including the incentives given to the exporters for the purpose?

Minister for Commerce: (a)

Increase in Exports in USD Terms:

Year	Exports (in Million USD)	Increase from previous year
2018-19	22,958	-
2019-20	21,394	6.8%
2020-21	25,268	18.1%
2021-22	12,364 (July to November)	26.89% (Compared to July – November period FY 2020-21)

Source: PBS

(b) The following export enhancement measures have been taken by the Government of Pakistan:

i. PM PACKAGE OF INCENTIVE FOR EXPORTERS:

In 2018, Pakistan's export had been adversely affected due to high energy costs, exchange rate appreciation and high import tariffs on inputs. To arrest

this declining trend of exports, the Economic Coordination Committee (ECC) of the Cabinet approved Prime Minister's Package of Incentives of PKR 180 billion for exporters of Textile and Non-Textile sectors on shipments made from 16th January, 2017 to 30th June, 2018, which was specifically aimed at improving competitiveness of the export sector. The ECC of the Cabinet, extended the package for three consecutive years which expired on 30th June 2021. The MoC is conducted an impact assessment of the scheme and is in the process of formulation of a new scheme

ii. TARIFF RATIONALIZATION THROUGH NATIONAL TARIFF POLICY:

The first ever National Tariff Policy (NTP) 2019-2024 was approved by the Federal Government on 19th November, 2019. In order to meet the objectives of the NTP and to remove distortions in the tariff structure, so far 6248 Tariff Lines (85%) have been rationalized. The Tariff Lines rationalized are majorly raw materials and intermediate goods for textile sector, chemical, iron and steel, pharmaceutical, auto and tourism sector.

iii. e-COMMMERCE POLICY:

The Ministry of Commerce introduced e-Commerce Policy on 1st October, 2019. The Policy aims to provide a launching pad to Pakistan's e-Commerce market and its exports. Under the policy an e-Commerce business facilitation hub will be created for facilitation of free-lancers and startups. Similarly, Pak e-SME program will identify, train, enable and connect 50,000 e-SMEs of the remote areas of Pakistan to online market places. An e-Commerce Aggregator will be developed to show-case

e-Commerce companies of Pakistan to the world. Pakistan has successfully been added in the sellers list of Amazon on 21st May, 2021 – one of the world's largest e-Commerce platform.

iv. ENACTMENT OF GI LAW AND NOTIFICATION OF GI RULES:

The Geographical Indications (Protection and Registration) Act, 2020 was passed by the Parliament in March 31, 2020. GI Rules there under were notified on 28th December, 2020. Pakistan received the geographical indication (GI) tag for its Basmati rice on January 26, 2021. GI tag will provide protection to Pakistani Rice against misuse or imitation, hence, will guarantee that its share in the international market is protected. Chounsa Mango, Sindhri Mango and Kinnow have been approved by the Cabinet on 13th April, 2021 to be registered as Pakistan's Geographical Indication (GI). Geographical Indication (GA) registration has been processed for "Pink Salt". So far the Federal Government has notified 65 Geographical Indications (GIs) of Pakistan under section 11(2) of the Geographical Indications (Registration & Protection) Act, 2020.

Accession to Madrid Protocol: Pakistan joined the Madrid system of international registration Trademarks, on 24th February, 2021. With the accession to the Madrid system, the Trademark holders of Pakistan will be able to protect their trademarks in more than 100 countries by filing a single application at WIPO via IPO Pakistan. The business community of member countries will also be able to get protection of their Trademarks in Pakistan by using Madrid route. It is win-win situation for

traders of both Pakistan and its trading partners to get protection of Intellectual Property Rights to promote genuine businesses in their markets as well as instilling confidence in potential foreign investors.

v. STRATEGIC TRADE POLICY FRAMEWORK 2020-2025:

The upcoming Strategic Trade Policy Framework (STPF) 2020-25 aims to enhance export competitiveness of Pakistan through a framework interventions having an impact across the value chains. The STPF intends to make the policy implementation unidirectional by correcting the chronic policy fragmentation related issues that have undermined the effective implementation of previous Trade Policy Frameworks. The ECC of the Cabinet in its meeting held on 31st March, 2021 has approved the formulation of National Export Development Board (NEDB) envisaged under the STPF to oversee its implementation. The NEDB has been notified on 8th July 2021. ECC of the Cabinet in its meeting held on 04-11-2012 has also approved Strategic Trade Policy Framework 2020-24.

vi. TEXTILE POLICY 2020-2025:

In tandem with STPF, the 3rd Textile Policy 2020-25 is also being launched by the Ministry of Commerce. The Policy is aimed at utilizing the potential of home-grown cotton augmented by Manmade Fiber / Filament to boost value-added exports and become one the major players in global textile supply chain. The Textile sector will provide a conducive business environment; consistent, predictable and foreseeable measures will be

taken to create a level playing field for the domestic and export-oriented textiles value chains.

vii. IMPROVED EFFICIENCY OF TRANSIT THROUGH PAKISTAN AND REGIONAL CONNECTIVITY:

New border points opened for trade with Afghanistan and Iran Ghulam Khan BCP opened for ATT, Kharlachi notified as rebatable BCP.To enhance exports, Customs & banking facilities being established at all BCPs. The Protocol No. 6 for extension of Afghanistan-Pakistan Transit Trade Agreement (APTTA-2010) for the period of six months was signed on 8th July, 2021. Furthermore, National Trade and Transport Facilitation Committee (NTTFC) has been reactivated and the meetings are being held regularly to ensure progress on TIR and other trade related transport and logistics issues.

Moreover, Pakistan-Uzbekistan Transit Trade Agreement finalized. Preferential Trade Agreements (PTAs) with Uzbekistan & Afghanistan is under advanced stage of negotiations; Negotiations have been resumed with Gulf Cooperation Council (GCC) for Free Trade Agreement (FTA) after 13 years. MoU on Establishment of Border Sustenance Marketplaces with Iran was signed on 21st April, 2021 in Tehran.

viii. MARKET ACCESS INITIATIVES:

To have better market access for Pakistani products, the Government has taken the following initiatives:

Pak China FTA Phase-II: Pakistan has signed the second phase of Pak-China FTA, effective from 1st January, 2020, under which duty on 313 Tariff Lines will

be reduced to zero by China. The enhanced market access will further diversify Pakistan's export in these Tariff Lines,

Settlement of mutual financial claims with Russia: An Agreement was signed between the Government of the Islamic Republic of Pakistan and the Government of the Russian Federation on settlement of mutual financial claims and the obligations on operations of the former USSR. A 39-year-old trade dispute has been settled in which it was decide that Pakistan would return USD 93.5 million within 90 days of the signing of the agreement. NBP has been instructed to complete all codal formalities and the disperse the amounts as per Cabinet's decision.

Pakistan Turkey Business and Investment Forum: The first ever Pakistan Turkey Business and Investment Forum was held on 13-14th February, 2020 to promote trade and investment opportunities in Pakistan for the Turkish side. 40 Turkish companies participated and around 450 meetings were held for possible Joint Ventures and to explore avenues of cooperation.

Entry of Pakistani Rice in Russian Market: Russia has recently allowed import of Pakistani rice; initially four firms have been allowed and more will be allowed after virtual inspection by Russian Authorities.

Re-entry of Pakistani Kinnow into UK market: Due to the continuous efforts of this office. Pakistan Secured re-entry of Pakistani Kinnow into UK market.

Resumption of Flights by British Airways: The commercial section with collaboration of Pakistan High

Commission London managed to convince the British Airways authorities to resume their flights to Pakistan.

Virtual International Rawal Expo: Virtual International Rawal Expo (VIRE) 2020 was held by Rawalpindi Chamber of Commerce virtually, enabling the Dutch companies to attend the event.

Pak-Italy Textile Technology Center Pak-Italy: Textile Technology Center was established in Faisalabad in December 2020. The Center will focus on technology upgradation and skill development in textile exports. The textile machinery for the center was secured free of cost from Italian Government/Italian trade Agency (ITA). Master Trainers were also arranged from Italy.

Pak Italy Footwear Technology Center: Pak Italy Footwear Technology Center was established in Lahore in October 2020. The center focuses on upgradation of manufacturing and training facilities in footwear exports.

Export of Services Mode IV in Italian: Labour market Pakistan export of Services Mode IV in Italian labour market was revived after exclusion of Pakistan from the list of countries that are eligible to export labour services to Italy.

Export of Medical services Mode IV: Italian authorities agreed to allow as well as review and accommodate Pakistani Doctors and paramedics on long term basis, thus opening of export of Medical services Mode IV allow Pakistani Doctors and paramedics to practice in Italy.

Adventure tourism: Italian climbers, skiing, trekking and rafting clubs were approached to promote

adventure tourism in Pakistan. Italian Team of climbers Headed by Ms. Tamara Lunger was sent to Pakistan for winter ascent of K2 in Dec 2020.

Market Access by China on Yarn, Rice and Sugar: The Chinese Government has granted one-time duty-free buying arrangement of US$ 01 billion access to Pakistan in yarn, sugar and rice.

Enhanced Market Access offered by Indonesia: As a result of concerted negotiations, Ministry of Commerce has been able to get market access from Indonesia on additional 20 tariff lines. Exports in these 20 tariff lines will further diversify Pakistan's exports to Indonesia, for Pakistan's global export in these lines amount to US$ 4 billion.

Enhanced Market Access offered by Sri Lanka: In Dec, 2019, three new varieties namely, PK 385 and or Super Kernel grade, 1121 Kianat Rice, PK 198/D 98 Basmati Rice have been added to the list of Rice having duty free access to Sri Lankan market.

New Markets: To further diversify Pakistan's exports to non-traditional markets, the Ministry of Commerce has launched the *"Look Africa"* policy to promote and facilitate exports to the untapped markets of African region, which hold immense potential for Pakistan to enhance its market share.

Enhanced engagement with top 10 African Economies: The Ministry of Commerce has enhanced interaction with African Ambassadors/High Commissioners based in Pakistan, and directed the trade officers posted in African countries to intensify

engagement with respective Governments and business leaders.

a. 6 new commercial sections in Egypt. Tanzania; Ethiopia, Sudan, Algeria, and Senegal have been opened. Moreover, accreditation has been granted to four existing Trade Officers as follows:
    i. Commercial Councilor Kenya (Uganda, Rwanda, Burundi, Eretria)
    ii. Commercial Secretary South Africa (Botswana, Lesotho, Namibia, Swaziland)
    iii. Commercial Councilor Morocco (Tunisia, Mauritania)
    iv. Commercial Secretary Nigeria (Niger, Chad, Cameroon, Ghana, Benin)
b. Arrangement of Look Africa Trade Forums in Major Cities: "Look Africa Trade Forum" was organized on the sidelines of EXPO Pakistan-2017 at Karachi, attended by hundreds of businessmen from 18 African countries, all African Ambassadors/ High Commissioners in Pakistan, diplomats, government officials and over two hundred Pakistani businessmen. Trade Forums were also arranged in Karachi, Lahore, Peshawar and Islamabad, with the help of the chambers of commerce.
c. Negotiations on Bilateral/Multilateral Trade Agreements: Trade Negotiation Committees have been formed/reactivated with major African countries. Joint Working Groups (JWGs)/JTC with Tunisia and Kenya have been

established, while Egypt has agreed to the establishment of a JWG between the two countries. Bilateral Trade Agreements (BTAs) are in process with Nigeria, Rwanda and Ethiopia. Under these BTAs, JWGs will also be established. Engagement with SACU, ECOWAS and EAC is being initiated.

d. Enhanced Subsidy for Africa: TDAP provides special subsidy (80-90%) to companies/delegations to encourage their participation in exhibitions in Africa. After the launch of "Look Africa Policy Initiative", 12 exhibitions in Egypt, Morocco, South Africa, Nigeria, Kenya, Tanzania and Ethiopia etc. and 1 delegation of Surgical, Pharma and Sports Goods to Algeria and Tunisia have been sponsored by TDAP under the policy.
e. Pakistan-Africa Trade Development Conference: The event was held in Nairobi, Kenya, on 30-31 January, 2019, with an aim to promote trade and to further strengthen existing trade linkages with the African region.

Export Promotion: TDAP has arranged 13 international trade delegations despite lockdown and organized First Virtual International Textile Exhibition in 2020. Multiple Webinars have been arranged by the Commercial Section at the High Commission in London to promote Roshan Digital Account (RDA), and Naya Pakistan Certificate (NPC) in UK. Trade promotion activities has been planned through usage of virtual platforms.

ix. EXPORT FINANCE SCHEMES TO INCENTIVES EXPORTS:

State Bank of Pakistan (SBP) has been undertaking a wide range of development finance activities besides, its core functions, to promote export led growth in the country. For this purpose, SBP consistently formulates and reviews its various short- and long-term refinance schemes to facilitate banks in meeting credit needs of their borrowers primarily exporters and export led industrialist. The SBP offers following financing support schemes to the exporters:

a. Export Finance Scheme (EFS)
b. Islamic Export Refinance Scheme (IERS)
c. Long Term Financing Facility (LIEF) for Plant & Machinery
d. Islamic Long-Term Financing Facility (ILTFF) for Plant 8 Machinery

x. EXPORT FACILITATION SCHEMES:

The Government has taken steps to facilitate exporters and increase competitiveness of country's exports in the international markets by promoting ease of doing business and exempting duties and taxes on imported inputs for manufacturing of exports under certain conditions. In this regard the following schemes are offered by FBR:

a. The Export Oriented Units (EOU) and Small and Medium Enterprises Rules, 2008
b. Manufacturing Bond Rules - SRO 450(I)/2001

c. Duty and Tax Remission for Exports (DTRE) Scheme.

d. Temporary Importation Scheme - SRO 492(I)/2009.

e. Export Processing Zone (EPZ) Rules

f. Determination of Materials and Fixation of Rates.

g. Export Facilitation Scheme 2021 - SRO. 957(I)/2021.

جناب چیئرمین: جواب ہاؤس میں رکھ دیا گیا ہے۔ سینیٹر فیصل سلیم رحمٰن صاحب، تشریف نہیں لائے۔

Q. No. 34. Senator Faisal Saleem Rehman: *Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:*

(a) the criteria laid down for collection of various taxes from provinces with tax/head wise and provinces wise break up; and

(b) the amount of taxes collected under various heads of taxes during the last three years from provinces with head wise and province wise break up?

Senator Shaukat Fayaz Ahmed Tarin: (a) The provincial taxes are collected by the relevant provincial authorities. However, FBR collects the Federal level taxes through its field formations in all the four provinces and Gilgit Baltistan (GB).

(b) FBR collects the Federal level taxes through its field formations in all the 04 provinces and GB. A statement indicating the taxes collected under various

heads by the FBR's field formations across the country during the last three years is placed at Annex-I.

Annex-I

PROVINCE-WISE AND HEAD-WISE BREAK-UP OF FBR'S NET TAX COLLECTION FOR THE LAST THREE YEARS

(Rs in Million)

S.No.	PROVINCE	Taxes	YEARS		
			2018-19	2019-20	2020-21
1.	PUNJAB	Direct Taxes	623,742	750,640	637,273
		Sales Tax	469,371	536,166	464,585
		FED	145,845	164,332	188,435
		Customs	89,248	85,474	89,618
Sub Total :			**1,328,206**	**1,536,612**	**1,379,911**
2.	SINDH	Direct Taxes	758,495	687,851	893,219
		Sales Tax	949,306	1,012,740	1,444,424
		FED	79,347	68,068	75,810
		Customs	564,883	515,068	624,715
Sub Total :			**2,352,031**	**2,283,727**	**3,038,168**
3.	KPK	Direct Taxes	46,374	62,655	147,665
		Sales Tax	20,204	23,556	33,290
		FED	12,438	17,824	12,492
		Customs	8,251	7,710	12,912
Sub Total :			**87,267**	**111,745**	**206,359**
4.	BALOCHISTAN	Direct Taxes	16,332	21,291	53,049
		Sales Tax	18,871	21,881	45,949
		FED	556	250	309
		Customs	21,459	16,077	21,083
Sub Total :			**57,218**	**59,499**	**120,390**
5.	GILGIT-BALTISTAN	Direct Taxes	566	1,008	48
		Sales Tax	1,462	2,534	61
		FED	0	0	0
		Customs	1,734	2,283	62
Sub Total :			**3,762**	**5,825**	**171**
ALL PAKISTAN		**Direct Taxes**	1,445,509	1,523,445	1,731,254
		Sales Tax	1,459,214	1,596,877	1,988,309
		FED	238,186	250,474	277,046
		Customs	685575	626612	748390
GRAND TOTAL			**3,828,484**	**3,997,408**	**4,744,999**

Honourable Chairman: Question hour is over. Leave applications .

Leave of Absence

جناب چیئرمین: سینیٹر عابدہ عظیم صاحبہ بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ 4 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر آصف کرمانی صاحب نے مورخہ 4 تا 7 جنوری ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ولید اقبال صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 316 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 27 اور 29 دسمبر اور حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ 4 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 4 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب دبئی جانے کی وجہ سے گزشتہ 316ویں اجلاس کے دوران مورخہ 27 اور 29 دسمبر اور حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ 4 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Order No. 3, further consideration of the following motion moved by Senator Shaukat Fayaz Ahmed Tarin, Minister for Finance and Revenue, on 4th January, 2022. Senator Mushtaq Ahmed sahib please.

سینیٹر مشتاق احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! Finance Minister sahib موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: Finance Ministryکے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور نوٹ کر رہے ہیں۔ منسٹر ابھی باہر گئے ہیں واپس آ رہے ہیں۔ آپ دونوں نے تقریر اچھی کی تھی اس لیے وہ پانی پینے گئے ہیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! کوئی منسٹر موجود نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحبان کدھر ہیں۔Leader of the House کہاں چلے گئے ہیں۔ سینیٹر مشتاق احمد صاحب منسٹری والے نوٹ کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب بھی آ گئے ہیں۔

Further Discussion on the Money Bill, the Finance Supplementary Bill, 2021

سینیٹر مشتاق احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! یہ جو mini-budgetآیا ہے، یہ پاکستان کے عوام کا معاشی قتل ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگی سنیں۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: اس کے ذریعے مہنگائی کا ایک تازہ دم سونامی آئے گا۔ اس کے نتیجے میں مزید پاکستانی خط غربت سے نیچے جائیں گے۔ اس کے نتیجے میں مزید پاکستانی بے روزگار ہوں گے۔ اس کے نتیجے میں مزید پاکستانی بے گھر ہوں گے۔ اس کے نتیجے میں غربت اور افلاس میں اضافہ ہوگا۔ پھر ان سب کے نتیجے میں crime rate میں اضافہ ہوگا۔ میں اس بات پر حیران ہوں کہ حکومت خود یہ کہہ رہی ہے کہ گزشتہ چھ ماہ کے دوران ہم نے اپنا revenue ہدف حاصل کر لیا ہے اور اپنے target سے زیادہ taxes collect کر لئے ہیں۔ Mini-budgetاس وجہ سے آتے ہیں جب tax target حاصل نہیں ہوتا ہے لیکن حکومت خود کہہ رہی ہے کہ ہم نے اپنے ہدف سے زیادہ taxجمع کر لیا ہے تو پھر کس لئے mini-budgetلا رہے ہیں۔ حکومت خود کہہ رہی ہے کہ یہ IMF کا مطالبہ ہے۔ Tax لگانا پارلیمنٹ کا اختیار ہے۔ پارلیمنٹ کے اس اختیار کو کب IMF کے حوالے کر دیا گیا ہے؟ پارلیمنٹ کے اس اختیار کو کیوں IMF کے لئے compromise کیا گیا ہے؟ یہ mini-budgetجو آیا ہے، اس کی وجہ سے 150اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا اور یہ سب غریب عوام استعمال کرتے ہیں۔ 350ارب روپے کے نئے taxes لگائے گئے ہیں اور حکومت

پھر بھی کہتی ہے کہ ہم نے نرمی سے کام لیا ہے کیونکہ IMF تو 700 ارب روپے کا مطالبہ کر رہی تھی۔ ہم نے تو آپ کے لئے 350 ارب روپے کی بچت کر لی ہے۔ بجائے 700 ارب روپے کے، ہم نے تو آپ کے لئے 350 ارب روپے کے نئے taxes لگائے۔

جناب! یہ mini-budget اور اس کے ساتھ جڑی ہوئی State Bank of Pakistan کی نام نہاد خودمختاری والا بل surrender documents ہیں۔ یہ instrument of surrender ہے۔ یہ پاکستان کی معاشی سقوط ہے۔ اس کے نتیجے میں پاکستان کو غلامی کی ہتھکڑیاں پہنائی گئی ہیں۔ پاکستان کی آزادی کو گروی رکھا گیا اور پاکستان کو غلام بنایا گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں State Bank of Pakistan, IMF کی ایک branch بن جائے گا۔ اس کے اوپر تو State Bank of Pakistan لکھا ہوگا لیکن وہ بجائے پاکستان کی پارلیمنٹ اور پاکستان کی حکومت کے، IMF کے تابع ہوگا۔ یہ اپنے ہی عوام کے خلاف حکومت کی معاشی دہشت گردی ہے۔ میں نے اس دن fuel price adjustment کے متعلق بات کی۔ ایک یونٹ پر پونے پانچ روپے fuel price adjustment لگائی گئی ہے۔ دسمبر کے مہینے میں fuel price adjustment کی مد میں عوام کی جیبوں پر 60 ارب روپے کا ڈاکا ڈالا گیا ہے۔ یہ دن دیہاڑے ڈاکا ہے۔ میرے صوبے کے پی میں CNG والے، Marble industry والے، کاروباری طبقہ جس میں تاجر اور دکاندار شامل ہیں، مساجد اور مدارس اور غریب عوام fuel price adjustment کی وجہ سے شدید معاشی دباؤ میں ہیں۔ ایک ایسا صوبہ جو آپ کو furnace oil سے نہیں بلکہ پانی سے environment friendly بجلی پیدا کر کے دیتا ہے اور یہ سب سے سستی بجلی ہے، آپ مجھ سے کیوں fuel price adjustment لے رہے ہیں۔ اس حوالے سے Peshawar High Court کا ایک فیصلہ بھی ہے کہ صوبہ خیبر پختونخوا میں fuel price adjustment illegal ہے۔ وہ صوبہ جو آپ کو 5000 میگاواٹ بجلی پیدا کر کے دیتا ہے، اس سے fuel price adjustment لے کر ظلم کیا گیا ہے۔ میں خصوصاً مالاکنڈ ڈویژن کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ مالاکنڈ ڈویژن کے ساتھ تو انگریزوں نے معاہدہ کیا تھا کہ ان پر کوئی tax نہیں لگے گا۔ آپ نے وہاں بھی fuel price adjustment کی مد میں tax لگایا ہے اور عوام کو وہاں پر بھی لوٹا ہے۔

جناب! عوام اس حکومت سے اس معاشی دہشت گردی کا انتقام لے گی۔اب میں Pakistan Bureau of Statistics کے کچھ اعداد و شمار share کرنا چاہتا ہوں۔نومبر 2021میں inflation rate or Consumer Price Index 11.5 per cent تھا۔دسمبر2021میں یہی Consumer Price Index 12.3 per cent تھا۔CPI کے مطابق یہ گزشتہ بائیس ماہ کی نسبت سب سے زیادہ مہنگائی ہے۔CPI جب double digit میں جاتی ہے تو یہ شدید ترین مہنگائی اور ایک سونامی ہوتی ہے۔آج حکومت کی معاشی managers کی وجہ سے جو IMF معرکہ ہوا ہے،اس کی وجہ سے پاکستان کے عوام مہنگائی کے ایک سونامی کے زیر اثر زندگی گزار رہے ہیں۔ایک طرف تو یہ صورت حال ہے۔دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ وزیر اعظم ایک دورے پر 44افراد لے کر جاتے ہیں۔میں نے اس دن یہاں یہ بات کی کہ آپ نے گورنر ہاؤس کے اخراجات میں 5 کروڑ روپے کا اضافہ کیا ہے،اس کی کیا تک بنتی ہے؟ عوام بھوکے ہیں۔عوام کے لئے علاج اور تعلیم نہیں ہے۔عوام کے لئے سر چھپانے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔یہ آج کا مشرق اخبار میرے ہاتھوں میں ہے۔آج اس اخبار میں یہ ہے کہ آٹا مزید مہنگا ہو گیا ہے۔اس کی فی بوری قیمت میں 300روپے اضافہ ہوا ہے۔20کلو آٹے کی بوری کی قیمت 1550روپے اور50کلو بوری کی قیمت 6600روپے ہو گئی ہے۔عوام کو آٹا نہیں مل رہا ہے اور گورنر ہاؤس کے اخراجات میں 5 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔میں نے تین مساجیوں کی بات پوچھی تھی۔انہوں نے کہا کہ ہم نے کوئی مساجی نہیں رکھا ہے اور یہ غلط بات ہے۔ہم نے تو مصالچی رکھا ہے۔میں نے پوچھا کہ مصالچی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مصالچی وہ ہے جو گورنر صاحب کے لئے جب کھانا پکتا ہے تو اس میں نمک اور مصالحے کو چیک کرتا ہے۔اس مقصد کے لئے تین مصالچی رکھے گئے ہیں۔ایک طرف colonial-era کی یہ یادگاریں ہیں،ایک طرف ایوانوں میں، حکمرانوں کے اقتدار کے محلات میں یہ عیش و عشرت ہے اور دوسری طرف آج کے اخبار میں یہ خبر چھپی ہے کہ Upper Dir میں برف باری کی وجہ سے ایک غریب آدمی کے گھر کی چھت گرنے سے اس کی 135بکریاں ہلاک ہو گئی ہیں۔عوام کے پاس برف ہٹانے کا انتظام نہیں ہے۔حکومتی مشینری سوئی ہوئی ہے اور کرپشن میں لگی ہوئی ہے۔

جناب! میں اس mini-budget کو مسترد کرتا ہوں اور اس کے نتیجے میں عوام مزید تکلیف میں چلے جائیں گے۔ حکومت نے جو وعدے کیے تھے، وہ سب جھوٹ اور فراڈ ثابت ہوئے۔ میں حکمرانوں سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ عوام پر رحم کریں۔ IMF کے لئے عوام کا خون نہ چوسیں۔ IMF کے لئے عوام کا گوشت نہ کھائیں۔ IMF کے لئے عوام کی ہڈیاں نہ چبائیں۔ پاکستان کی عوام مزید مہنگائی اور مزید taxes برداشت نہیں کر سکتی ہے۔ یہ معاشی دہشت گردی ہے۔ یہ mini-budget, IMF کی ہدایت پر دیا جارہا ہے۔ یہ پاکستان کے عوام کے ساتھ دشمنی ہے اور ہم اسے مسترد کرتے ہیں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی سینیٹر زرقا سہروردی تیمور۔ سینیٹر صاحبہ موجود نہیں ہیں۔ جی سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری صاحبہ۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: شکریہ، جناب چیئرمین: Finance Supplementary Bill, 2021! سوال یہ ہے کہ why do we need it? جون میں ہی تو ہم نے سالانہ بجٹ پاس کیا تھا۔ اس کے بعد بھی mini-budgets آتے رہے۔ جناب! مجھے منسٹر صاحب کی توجہ چاہیے ہوگی۔

جناب چیئرمین: جی ان کی توجہ آپ کی ہی طرف ہے۔ آپ کے points note ہو رہے ہیں۔ Ministry of Finance کے senior افسران بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: IMF کے کہنے پر tax بڑھا رہے ہیں۔ کیا IMF یہ کہتا ہے کہ آپ دولت مندوں پر tax کم کریں اور پسے ہوئے لوگوں پر tax کا زیادہ بوجھ ڈالیں۔ کیا IMF کی requirement یہ ہے کہ آپ direct taxes کم رکھیں اور indirect taxes جن کی وجہ سے ایک عام آدمی پر بوجھ پڑتا ہے، اسے بڑھائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ IMF کو بھی یہ government sacrifice goat کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔ کیونکہ direct tax اگر one unit ہے تو indirect tax 3 times ہے۔ اس کا مطلب ہے آپ غریب لوگوں کے اوپر بوجھ بڑھاتے جارہے ہیں۔ ہم ایک sovereign country ہیں اور ہم کیسے

16th December نے Brazil لے سکتے ہیں۔آپ دیکھیں dictationسے IMF
کو IMFسے کہا کہ
get lost leave our country and they had to leave. We are a sovereign country and we have to make our decisions.
ہمیں اپنی effective financial management چاہیے۔ ہمیں austerity measures چاہیئں، بتائیں اس میں یہاں کوئی austerity measuresکا ذکر نہیں ہے کہ یہ governmentکیا کر رہی ہے، سوائے کچھ بھینسیں بیچی تھیں اس کے علاوہ تو ہم نے کوئی austerity measure نہیں دیکھا۔ ہم نے پہلے بھی شہرہ آفاق وزیرِ اعظم درآمد کیے۔ پورا banking system غیر ملکی banks کی سینکڑوں branchesسے بھر گیااور State Bank کی autonomyکے نام سے اب State Bankسے بھی government loan نہیں لے سکے گی جب ضرورت پڑی گی اور جب وہ private banks کے پاس جائیں گے then they have their own decision to make.

Page 18. Mr. House کی توجہ دلانہ چاہتی ہوں دوسرا میں اس high level نے Chairman, whom I am talking to? Page 18 public officials کو اس budgetمیں defineکیا ہے۔اس میں انہوں نے کہا کہ high level public officials mean, politically exposed persons as defined by a rule, regulation executive order etc. etc. اس politically exposed person کے نام پر ایک parliamentarianکا bank accountنہیں کھلتا جب تک وہ head office I wanted to open a specific account, its been نہ ہو clear سے four monthsاور ابھی تک head office سے clearance نہیں آئی۔ So this Parliament has that value کہ politically exposed persons ہیں۔

دوسری بات یہ کہ lateral entries ہوئیں۔ We made new grades جو 25-30% زیادہ salaries پر رکھے گئے۔ جو ان کے predecessor تھے اگر ان کو one unit salary مل رہی تھی تو ان کے بعد والوں کو جو باہر سے import کیے گئے 25-30% گنا زیادہ مل رہی ہے۔ ان کے کوئی performance indicators defined نہیں تھے، کوئی ان کے objectives defined نہیں تھے کہ یہ یہ آپ کام کریں گے اور ہمارا جو پورا bureaucratic system ہے اس کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ جو لوگ بہت دل سے کام رہے تھے، بہت محنت سے ملک کی خدمت کر رہے تھے وہ بالکل پیچھے چلے گئے ہیں۔

ہم اپنے اخراجات کو کم نہیں کر رہے ہیں۔ We are making new divisions and authorities حالانکہ devolution کے بعد ہونا یہ چاہیے تھا کہ چند major subjects جو Federal کے پاس تھے، ہمارے پاس وہ رہنے چاہیے تھے اور واقعی جہاں پہ coordination چاہیے وہ 4 or 5 under one umbrella coordination's ہو سکتی تھیں۔ جو ایک چھتری کے نیچے آپ رکھ سکتے to coordinate. اس budget میں بھی under 30(C) Directorate General of Digital Invoicing and Analysis propose کیا جا رہا ہے کہ وہ بنے گا۔ D.G as well many Directors, Additional Directors, Deputy Directors, Assistant Directors ہوں گے اور ایک لمبی لسٹ ہے اور یہ کس لئے ہے؟ which is simply a job of a digital invoicing کے لیے، small nucleus in any existing organization. آپ ضرور tax لگائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ International food franchises پر لگائیں جتنا مرضی لگائیں because when I can afford to go and buy an expensive food item I can pay more also, 30, 40, 50% whatever you like you can add. بڑی bakeries, ice-cream parlors پر بہت expensive products جو رکھ رہے ہیں۔ Stock exchange کی earnings کے اوپر، luxury houses کے اوپر tax لگا دیجیے۔

Food served in five star hotels پر taxلگائیے۔ Local luxury items پر taxلگا دیجیے۔

آپ .imported accessories, shoes, bags etc پر banلگا دیجیے we cannot spend foreign exchange on that and also review to retire all lateral entry persons and give opportunity to the career bureaucrats. Agreements for making جہاں پر ہم سیکڑوں بلین روپے pay کر رہے ہیں needs to be retire our agreement which had become redundant now. Retired personnel taking pension be relieved from their jobs because they are taking two salaries. پنشن بھی لے رہے ہیں اور ویسے بھی تنخواہ لے رہے ہیں۔ Parliamentarians should take austerity measures themselves and say that دوسروں کو کہنے سے پہلے ہم اپنے گریبان میں جھانکیں۔ صرف airport پر آنے اور جانے کے لیے اگر ہم ایک ہزار total parliamentarians and government officials لگاتے ہیں تو اگر آپ اس کو add up کریں اور ایک ایک گاڑی میں ایک بندہ جا رہا ہوتا ہے۔ یہاں پر تقریباً ایک کروڑ ہفتے کی بات ہو رہی ہے۔ یہ جو فضول خرچیاں ہیں we need to stop this بہت ہو گیا، ہم نے بہت زیادہ فضول خرچیاں کر لیں اب ہمیں ہوش آ جانا چاہیے۔ میں نے پہلے بھی propose کیا تھا somehow it did not come to the House. Transport allowances دیے جا رہے ہیں۔ Transport allowance کے بعد گاڑیاں بھی available ہیں۔ Unlimited petrol بھی available ہے اور driver بھی available ہے۔ آپ یا تو transport allowance لے لیجیے یا پھر یہ facilities لے لیجیے .you cannot have both اب تقریبات کے کھانوں پر banلگائیں اس سے آپ کے daily use کے جو itemsہیں، اور یہ پہلے ہو چکا ہے کہ جب بھی شادی اور بڑی بڑی تقریبات کے کھانوں پر banلگا تو چیزیں سستی ہوئیں۔ لوگوں کو affordable چیزیں ملنے

لگیں۔ عوام میں awareness پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اخراجات کم کریں اور مشکل میں ان لوگوں کا ہاتھ تھامیں جن کو آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! یہ ملک ہے تو ہم ہیں۔ میں نے وہ وقت بھی دیکھا ہے جب تھوڑے عرصے کے لیے کویت کی currency بھی کوئی accept نہیں کرتا تھا۔ میں شکر ادا کرتی تھی کہ I came from an independent country, from a liberated country اور جس independence کو ہم آج گروی رکھنے جا رہے ہیں۔ State Bank autonomy کے حساب سے یا IMF کے حساب سے۔ ایک خبر یہ بھی ہے 19th May کو Economic Oversight Committee بنی ہے اور Chief of the Army Staff بھی اس کے ممبر ہیں۔ میں آپ سے یہ share کرنا چاہوں گی کہ لوگ ہمارے متعلق کیا کہہ رہے ہیں۔ UNDP کے retired director جو ہیں انہوں نے یہ کہا، Mark Henry نے یہ کہا کہ پاکستان کی جو اشرافیہ با اثر لوگ Parliament, officials ان سب کو decide کرنا ہے کہ کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ ملک survive کرے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ یہ ملک survive کرے تو انہیں اپنے طور طریقے بدلنے پڑیں گے۔ اپنے ملک کی سستی labour جس کو وہ deprive کرتے ہیں ہر چیز سے ان سے کام لے کر جب وہ پیسے کما لیتے ہیں تو اس پیسے کی جب party کا وقت آتا ہے تو وہ London چلے جاتے ہیں۔ Shopping کا وقت آتا ہے تو وہ Dubai چلے جاتے ہیں، گھر خریدنے کا وقت آتا ہے تو America and Dubai چلے جاتے ہیں۔ This is how people are estimating us. ہمیں لوگ اب بری نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے IMF کا وہ clip بھی دیکھا ہو گا جو چلا تھا، کہ آپ اپنے dress دیکھیں آپ ہم سے loan لینے آتے ہیں۔ You see your dressing, you see your cars which you are using here, look at the hotel in which you are staying آپ وہاں دیکھیں جہاں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں۔ We need to take stringent measures right now, things are getting out of control. Time is passing by and we need to do it. پاکستان زندہ باد۔

Mr. Chairman: Thank you, Senator honourable Dr. Zarqa Suharwardy Taimur.

سینیٹر زرقا سہروردی تیمور: شکریہ جناب چیئرمین صاحب!

we are honoured that we are working in a such good environment under your leadership and contributing, thank you very much.

آج چونکہ Money Bill پر بات ہونی ہے اور میرا ایک اور point بھی ہے آپ کو پتا ہے کشمیر کے بارے میں بات کرنا میرا دیرینہ شوق بھی ہے۔ میں دونوں چیزوں کے بارے میں بات کروں گی اور بات مختصر رکھوں گی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وقت کم ہے اور بہت سے لوگوں نے اپنے comments دینے ہیں۔

جناب چیئرمین! کشمیر کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ پرسوں 5 جنوری تھا، اس دن United Nations کی سیکورٹی کونسل میں جواہر لعل نہرو صاحب کشمیر کا issue لے کر گئے تھے اور اس پر United Nations نے plebiscite and self determination پر اپنی resolution دی تھی جو کہ landmark ہے۔ 73 سال گزر چکے ہیں لیکن ہم پاکستانی کہاں جا رہے ہیں، ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ انڈیا کے 2 laws ہیں جو اس وقت استعمال ہو رہے ہیں۔ ایک ہے, Unlawful Activates Prevention Act جس کے تحت ہندوستان کی حکومت کسی بندے یا کسی بچے کو اٹھا کر terrorist declare کرتی ہے، انہیں 6 ماہ تک کوئی legal recourse نہیں ملتا اور نہ ہی انہیں کوئی bail کی facility حاصل ہو تی ہے، انہیں دور دراز کی جیلوں میں پھینک دیتے ہیں۔ اگر کوئی فون پر بات کرے، speech کرے یا social media پر بات کرے اس پر بھی یہ law apply کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ جن لوگوں کے کوئی پیارے شہید ہو جاتے ہیں، ان کی bodies اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور ان کی bodies پر Unlawful Activates Prevention Act لگا دیتے ہیں۔ اسی طرح ان کا ایک اور draconian law ہے جسے Public Safety Act کہتے ہیں، اس کے تحت وہ کسی بھی بندے کو دو سال کے لیے اٹھا لیتے ہیں اور اسے کوئی legal redress نہیں ہو تی۔ کشمیر کے issue پر ساری پارٹیاں یک جا ہیں۔ میری سب سے التجا ہے کہ as

parliamentarians we should take up these two draconian laws, اسے ہم international level پر چیلنج کریں۔

جناب چیئرمین! میں Money Bill پر آتی ہوں، اس پر میں دو باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری صاحبہ نے بہت اچھے suggestions دیے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ IMF کا 22nd programme ہے، ہم 18th, 19th, 20th and 21st programme میں بھی گئے تھے۔ ہم تو برے ہیں، PTI نے IMF programme کیا لیکن ہم سے پہلے والے IMF programmes میں کیوں گئے تھے۔ پاکستان extended fund facility کیوں لے رہا ہے اور کون سے ممالک ہیں جو یہ facility لے رہے ہیں۔ ہم IMF کو برا کہتے ہیں اور اس کے اہل کاروں کے لیے نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں، مگر ہم اپنی طرف نہیں دیکھتے کہ ہم نے کون سے ایسے کام کیے کہ ایک sovereign ملک کو باہر جا کر پیسے مانگنے پڑے، IMF ایک ایسی body ہے جو پیسے دیتی ہے۔ مجھے بڑی شرمندگی سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم ان ملکوں میں شمار ہوتے ہیں جس میں South American countries انگولا، کینیا اور Jordan وغیرہ شامل ہیں، جن کے ہم نام بھی نہیں جانتے، اس خطے سے صرف پاکستان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سارے وہ ممالک ہیں جن کی کافی عرصے سے corruption index بہت high ہے اور ان ممالک میں implementation نہیں ہوتی، ان کو IMF کہتا ہے کہ آپ یہ یہ کام کریں کیونکہ آپ سے تو کوئی صحیح کام نہیں ہوتا۔

State Bank کے law کے بارے میں کافی negative باتیں ہو رہی ہیں۔ حکومت کو جب پیسے کم پڑتے ہیں تو وہ borrowing کرتی ہے، اسٹیٹ بنک سے نوٹ چھپواتی ہے، اسے limit کرنے کے لیے State Bank کا law اپنایا گیا ہے کہ حکومت خود انحصاری کی طرف جائے۔ یہ پہلی حکومت ہے جو اپنے آپ کو شیشے میں دیکھ رہی ہے، اپنا موازنہ کرکے اپنے اوپر خود قدغن لگا رہی ہے، ہم ایک long term project کی طرف جا رہے ہیں تاکہ پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ ہم نے سود کے علاوہ per year actual اڑھائی بلین borrowing کی ہے جبکہ پچھلی حکومت مسلم لیگ (ن) کے دور میں ساڑھے چار بلین per year borrowing ہوتی تھی۔ سینیٹ کے پچھلے اجلاس میں سینیٹر مشتاق احمد صاحب نے austerity

measureپر سوال کیا تھا کہ Prime Ministerصاحب نے کتنے دورے کیے اور اس پر کتنا خرچہ آیا۔ Prime Ministerصاحب نے 49دورے کیے اور اس پر totalبیس کروڑ روپے خرچہ آیا جبکہ نواز شریف صاحب کے دور میں صرف ایک tripپر اتنا خرچہ آتا تھا۔ یہ austerity نہیں ہے تو اور کیا ہے، ہر طرح سے حکومت اپنے اخراجات کم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری صاحبہ نے صحیح کہا کہ ہمیں اپنا بھی موازنہ کرنا چاہیے اور parliamentariansکو چاہیے کہ ہم اپنے خرچے کم کریں اور حکومت کے باقی خرچوں کو بھی کم کرنے کی کوشش کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان صاحب۔

Senator Hidayat Ullah Khan

سینیٹر ہدایت اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ پہلی حکومت ہے جنہوں نے اپنی تین سالہ حکومت میں پانچ وزرائے خزانہ تبدیل کیے۔ خیبر پختونخوا اور پنجاب میں G.Aاور Chief Secretaries نے ایک ایک سال بھی نہیں گزارے۔ اس ملک میں جو بھی آتا ہے وہ تجربہ کرتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ملک مزید تجربوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ خدا کے لئے آئندہ خیال رکھیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"۔ اس حکومت نے پہلے ہی سونامی اور تباہی کا ذکر کیا تھا۔ اگر نیت ٹھیک نہ ہو تو پھر اعمال بھی صحیح نہیں ہوتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نوشیرواں بادشاہ جنگل میں راستہ بھول گیا، اسے پیاس لگی تو وہ ایک انار کے باغ میں چلا گیا، مالی نے ایک انار توڑ کر شربت بنایا تو اس کا پورا گلاس بھر گیا۔ نوشیرواں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ان کی تو بہت زیادہ آمدنی ہے، اس پر کوئی ٹیکس لگایا جائے۔ اس نے جب دوسرے گلاس کے لیے کہا تو مالی نے ایک انار نچوڑا، دوسرا نچوڑا، تیسرا نچوڑا لیکن گلاس نہیں بھرا۔ نوشیرواں نے کہا کہ پہلے تو ایک انار سے ہی گلاس بھر گیا تھا اور اب نہیں بھر رہا۔ مالی نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے بادشاہ سلامت کی نیت میں فرق آ گیا ہو۔ یہ سب کچھ نیت کی وجہ سے ہے۔ ہمارے ہاں کسی کا کاروبار چل جائے تو اس بیچارے پر فوراً ٹیکس لگا دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! پراپرٹی کی قیمتیں بے انتہا بڑھ چکی ہیں۔ عمران خان صاحب خود کہتے ہیں کہ constructionکا کاروبار بہت بہتر ہے، اس میں کافی آمدنی ہے۔ جب مزدور کو مزدوری نہیں

ملے گی اور لوگ بے روزگار ہوں گے تو construction کیسے ترقی کرے گی۔ میری تجویز ہے کہ عمران خان صاحب لوگوں کی باتوں پر توجہ نہ دیں، صرف سن کر فوراً order کیا کریں، انہیں تھوڑا سوچنا چاہیے، اگر خود نہیں سمجھتے تو علی محمد خان صاحب جیسے آدمی سے مشورہ کریں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ مجھے آدھے گھنٹے کا وقت دیں، میں ان سے مل کر کچھ حل بتا سکتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں کوئی بڑا فلاسفر یا economist ہوں، میں ایک عام آدمی ہوں لیکن میں لوگوں کے مسائل کو جانتا ہوں۔

جناب چیئرمین: Leader of the House آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں، ہدایت اللہ صاحب کو disturb نہ کریں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ وہاں سے آ کر یہاں ہمارے معزز ممبر کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھے disturb کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! وقت کم ہے، جمعہ ہے۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب چیئرمین! وقت کم ہے اور میں چاہتا ہوں کہ بات جلدی ختم ہو، مجھے disturb کر رہے ہیں اور ان کی seats خالی پڑی ہوئی ہیں۔ میں نے اس دن کہا تھا کہ یہ وزراء کبھی دوبارہ میرے سامنے نہیں آئیں گے، ابھی ان کی row خالی پڑی ہوئی ہے اور قائد ایوان بھی ادھر آئے ہوئے ہیں تو پھر ان کو ہمارے ساتھ گن لیں۔

جناب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعمال کا دارومدار انیتوں پر ہوتا ہے تو یہ براہ مہربانی اپنی نیت کو ٹھیک کریں۔ ملک چلتا ہے تو اس کو چلنے دیں، ایسا نہ ہو کہ آپ اس پر tax لگائیں، اس معاملے کا حل tax نہیں ہے۔ آپ نے پہلے ایک پراپرٹی کی -/70000 قیمت لگائی تھی تو آپ نے اب دو لاکھ کر دی ہے تو آپ یہ سمجھیں گے کہ آپ کو زیادہ tax ملے گا تو نہیں ملے گا پھر لوگ رجسٹریاں نہیں کریں گے اور انتقال نہیں کریں گے تو پھر وہ تو بند ہو گیا۔ آپ کسی سے بھی پوچھ لیں، میں ان کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ اس سے احتراز کریں، لوگوں کا جو کام چلتا ہے تو چلنے دیں، دل کو صاف رکھیں۔

جناب! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک ملک کا بادشاہ مر گیا تو اس ملک میں یہ رواج تھا کہ وہاں پر صبح سویرے جو آدمی دروازے پر پہنچ جاتا تو اس کو بادشاہ بناتے

تھے۔ ایک دن بادشاہ مر گیا اور لوگ صبح انتظار کر رہے تھے کہ کوئی آ جائے تو اس کو بادشاہ بنا دیں تو ایک مداری آیا اور اس کے ساتھ ریچھ بھی تھا، وہ ریچھ کا کرتب دکھانے کے لیے آیا تھا تو اس کو لوگوں نے پکڑ لیا کہ تم ہمارے بادشاہ ہو۔ اس نے کہا کہ میں کہاں سے بادشاہ ہوں کیونکہ بادشاہی بڑی بات ہے میں ایک عام غریب آدمی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، نہیں یہ ہمارا پہلے سے طے شدہ طریقہ ہے اور آپ اتنی باتیں نہ کریں۔ اس کو صاف ستھرے بادشاہ والے کپڑے پہنائے اور اس کے سر پر تاج رکھ دیا اور وہ تخت پر بیٹھ گیا اور بادشاہی شروع ہو گئی۔ دوسرے ملک کو پتا چلا کہ کوئی بے وقوف آدمی بادشاہ ہے تو انہوں نے حملہ کر دیا جب حملہ کیا تو لوگ بادشاہ کے پاس آئے کہ باہر سے حملہ ہو گیا ہے، اس نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں اور آپ نے گھبرانا نہیں ہے۔

جناب! جب انہوں نے دوسرے شہر پر حملہ کر دیا تو پھر لوگ اس کے پاس آئے کہ دوسرا شہر بھی فتح ہو گیا ہے، وہ کہتا ہے کہ گھبرانا نہیں ہے، مجھے پتا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ میں نے کیا کرنا ہے۔ اس کے بعد تیسرا، چوتھا شہر بھی فتح ہو گیا اور یہاں تک ہوا کہ وہ محل کے دروازے تک پہنچ گئے تو لوگوں نے کہا کہ وہ شہر کے محل تک پہنچ گئے ہیں تو اس نے کہا کہ محل تک پہنچ گئے ہیں تو کہا ہاں جی لوگ پہنچ گئے ہیں۔ اس نے کہا کہ میرا ریچھ لے آؤ، وہ ریچھ لے آئے تو اس نے پرانے کپڑے پہنے اور اس نے کہا کہ تم اپنی بادشاہی کو سنبھالو، میں بادشاہی کے قابل نہیں ہوں۔ ایوان میں جو Ayes والے لوگ خفا ہوں گے، یہ لندن چلے جائیں گے اور عوام کو تباہی کے دہانے پر چھوڑ دیں گے۔

جناب! میں نے اس حوالے سے بہت ضروری بات کرنی ہے، وہ یہ ہے کہ حکومت نے جو وعدے کیے تھے، انہوں نے وہ پورے کر دیے ہیں، حکومت نہیں بلکہ عمران خان صاحب نے وعدے کیے تھے تو وہ انہوں نے پورے کر دیے ہیں۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ اس ملک میں سونامی آئے گا تو سونامی تباہی اور بربادی ہے، مہنگائی، بے روزگاری، بدامنی، بجلی کی لوڈشیڈنگ اور سوئی گیس کی شکل میں آج کل سونامی بڑا تیزی سے چل رہا ہے تو اس نے یہ وعدہ پورا کر دیا۔ انہوں نے دوسرا وعدہ یہ کیا تھا کہ ان سب کو رولاؤں گا تو ان سب کو رولا دیا اور آپ کیا چاہتے ہو، آپ سے کونسا وعدہ کیا ہے، رولانے کا وعدہ کیا ہے۔ آج کل سب رو رہے ہیں، ڈاکٹرز صاحبان، وکلا اور، اساتذہ کرام رو رہے ہیں اور عدالتوں کے لوگ رو رہے ہیں، سرکاری لوگ رو رہے ہیں اور عوام رو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ

جتنی بھی تاجر برادری ہے، وہ سب رو رہے ہیں تو انہوں نے اپنے وعدے پورے کر دیے تو کن وعدوں کے انتظار میں ہیں کہ وہ پورے کریں گے تو پھر آپ ان کو vote دیتے ہیں۔

جناب! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں اور صاحب اقتدار لوگوں کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے اس ملک پر رحم کرو۔ میرے ساتھیوں نے جس طرح State Bank of Pakistan کا ذکر کیا، میں ان کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے State Bank of Pakistan کو IMF کے حوالے کیا۔ آپ کو جس طرح معلوم ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ اس وقت سلطنت عثمانیہ بہت بڑی ریاست تھی، وہ افریقہ سے لے کر جنوبی ہندوستان تک اور افغانستان تک پھیلی ہوئی تھی تو اس نے کیا غلطی کی کہ اس نے State Bank کو ان کے حوالے کیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور ان کی تمام ریاستیں ختم ہو گئیں۔ ہمارا Governor of State Bank کہتا ہے کہ مجھے Egypt سے لایا گیا ہے تو یہ Egypt نہیں ہے، ہم ان کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ خدا کے لیے اس ملک سے نکل جاؤ۔ آپ نے جو کرنا تھا، وہ کر دیا، لوگ اس کا پانچ سال خمیازہ بھگتیں گے لیکن وہ کم از کم ابھی نکل جائے تو میرے اس ملک اور قوم کے لئے بہتر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عادل اور دیانتدار لوگ عطا فرمائے تاکہ لوگوں کا آنے والا وقت کم از کم سدھر جائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

Mr. Chairman: Thank you sir. Honourable Senator Rana Maqbool Ahmad Sahib.

Senator Rana Maqbool Ahmad

سینیٹر رانا مقبول احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (تلاوت)۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ جناب! مختصر بات ہو گی اور ہم وزیر خزانہ کو خوش آمدید کہتے ہیں کہ وہ ابھی تازہ نیا black warrant لے کر آ گئے ہیں، آپ اس black warrant کے نتائج دیکھیں گے کہ کیا ہو گا۔ ابھی سینیٹر ہدایت اللہ صاحب نے فرمایا کہ Ottoman Empire کس طرح destroy ہوئی تھی، اس طرح کی policies کی وجہ سے ہوئی تھی۔ یہ اس کا replica ہے جب آپ نے اپنا سارا کچھ IMF کے سپرد کر دیا تو کیا حال ہو گا، کہتے ہیں کہ (فارسی) قوم کو بیچا ہے لیکن کتنا سستا بیچ دیا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اب ہماری مدد خدا کرے گا، آپ کو یاد ہو گا کہ وزیر خزانہ پچھلے بجٹ سے چند روز پہلے وزیر خزانہ بنے تھے، اس سے ایک ہفتہ یا دس دن پہلے ان کا ایک بیان چھپا تھا اور انہوں

نے کہا کہ ملکی معیشت کا بیڑا غرق کر دیا گیا ہے، اب یہ قابل اصلاح نہیں ہے۔ وہ جب دس دن بعد وزیر خزانہ بنے تو ان کو چار اور پانچ دنوں کے بعد یہ کشف ہوا کہ معیشت بہت بہتر ہو گئی ہے۔ یہ پہلے 1.2% پر تھی، اب اچانک شرح نمو 4% پر پہنچ گئی ہے تو یہ حیران کن بات تھی۔

جناب! مجھے وہ بات یاد آ گئی ہے کہ جب پچھلے زمانوں میں لیکن کو لیک کہا جاتا تھا جو جو حکومتیں بدلتے تھے تو ساتھ ساتھ چلتے رہتے تھے تو وزیر خزانہ صاحب نے بھی بہت ساری حکومتوں کے ساتھ کام کیا ہے اور سبھی کی تعریف و توثیق بھی کی ہے۔ میر نے کہا کہ:

فقہی شہر نے قبلہ بدلا لیک خطبے کی وہی روانی

تو خطبہ اسی طرح جاری و ساری ہے۔ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس death warrant کے نتیجے میں ہمارے بچوں کا کیا حال ہو گا، ان کا دودھ بند کر دیا ہے، ماؤں کے لعل دودھ کے قطرے کے لیے تڑپتے ہیں۔ بوڑھے دوائی نہ ہونے کی وجہ سے موت کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ budget of infanticide ہے، یہ بچوں کے قتال کا بجٹ ہے، بوڑھوں کے قتال کا بجٹ ہے۔ خدا کے لیے کوئی ہوش کے ناخن لیں۔ آپ ہمیشہ میاں نواز شریف صاحب کو criticise تو کرتے ہیں لیکن آپ میں وہ ہمت ہو تو شاید یہ صورت حال پیدا نہ ہو۔ آپ کو یاد ہو گا کہ مشاہد صاحب! آپ کے کہنے پر جب detonations ہوئیں، آپ نے ان سے کہا تھا اور ان کو inspire کیا تھا کہ کڑاکے کڈھ دیو اور بم کو explode کرو۔ جب پانچ دھماکوں کے مقابلے میں چھ دھماکے کیے گئے تو صورت حال بدلی۔ اس کے لیے کیا offers کی گئیں، Clinton نے براہ راست کیں، 5 billion dollars تھے، ہر طرح کا pressure آیا لیکن اس وقت کے لیڈر میاں نواز شریف نے کہا کہ نہیں، میں اپنی قوم کو جواب دہ ہوں، میں یہ نہیں مانوں گا، انہوں نے انکار کیا۔ اس ملک کو ایک atomic capability دی، ایک defence impregnability دی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اب زندہ ہیں ورنہ ہمیں ہندوستان استری کر دیتا، بڑے leaders کی یہ contribution ہوتی ہے۔ بڑے leaders یہ نہیں ہوتے کہ ہر در پر جھکیں، بڑھک ضرور لگائیں اور جھکتے جائیں اور ہر چیز کو compromise کرتے جائیں اور یہ نامناسب رویہ ہے۔ آپ کو پتا ہی ہے کہ غریبوں کے کیا حالات ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے وزیر اطلاعات کا پنڈ دادن خان area ہے اور پنڈ دادن خان میں کیا ہوا؟ ایک ماں نے غربت کی وجہ سے اپنی تین بیٹیوں کو قتل کر دیا۔ اس نے اپنے

آپ کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ یہ کیا indicate کرتا ہے۔ ایک ہزار بچے جو پیدا ہوتے ہیں، ان میں سے 137 بچے malnutrition کی وجہ سے، دودھ اور خوراک کے نہ ملنے کی وجہ سے فوت ہو جاتے ہیں، یہ ہماری tragic situation ہے، اس لیے مہربانی کرکے بجٹ والی بات پر دوبارہ غور کرنا چاہیے۔ کبھی بھی اس بارے میں نہیں سوچنا چاہیے۔ اس بجٹ کا واپس ہونا ضروری ہے، اس mini budget کو کسی صورت pass نہیں ہونا چاہیے۔ یہ قوم کی غیرت، عزت اور ہوش مندی کا سوال ہے، اگر ہم نے اس بجٹ کو پاس کیا تو یہ جرم ہمیشہ ہمارے ذمے رہے گا۔ یہاں بھی اپنی قوم اور اپنے ضمیر کے سامنے جواب دہ ہوں گے اور اپنے اللہ کے سامنے بھی جواب دہ ہوں گے۔ خدا کے لیے ان lobbies کے سامنے surrender نہ کریں۔ کوئی آپ کو کھا نہیں جائے گا، دراصل وہ آپ کی بات کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ سعودی عرب نے 1998 میں دو سالوں کے لئے تیل مفت دیا تھا۔ وہ آپ کو کوئی چیز مفت دینے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔ اگر وہ آپ کو تین بلین ڈالرز دیتے ہیں تو اس پر سود لگا دیتے ہیں۔ آپ کی کوئی خارجہ پالیسی ہے؟ چین کوئی آپ کا کہا مانتا ہے؟ آپ کن بھکاریوں سے جا کر بھیک مانگ رہے ہیں اور اس کے repercussion کتنے خطرناک ہیں، ہمیں یہ realize کرنا چاہیے اور اس کے نتائج آپ دیکھیں گے کہ کیا نکلتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی جناب۔

سینیٹر رانا مقبول احمد: جناب میں بس ختم کرنے والا ہوں، آپ کو تو معلوم ہے کہ میں ذرا brief سی بات کرتا ہوں۔ ہم ہر روز ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں۔ اللہ معاف فرمائے، وہ ہماری intentions کو بھی اور ہمارے اعمال کو بھی دیکھ رہا ہے۔ ہم جو کر رہے ہیں یہ ریاست مدینہ والا عمل تو نہیں ہے۔ کہیں یہ تو نہیں ہے کہ ہم نام تو مصطفیٰ ﷺ کا لیتے ہیں لیکن کام ابولہب جیسے کرتے ہیں۔ وہ کیا کہا تھا کسی نے کہ:

کسے خبر ہے کہ لے کے چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے کی ابولہبی

اس لیے مہربانی فرما کر اپنے تمام اعمال پر غور کریں۔ صادق اور امین بننے کا تو بڑا شوق ہے لیکن صادق اور امین real sense میں بننا چاہیے۔ جو صادق و امین بنانے والے ہیں کیا وہ بھی صادق و امین

ہیں۔ یہ جو صفت اور character ہے یہ نبی کریم ﷺ دنیا کی سب سے بڑی ہستی کا character ہے۔ میں ایوان سے کہوں گا، رضا ربانی صاحب اور باقی ساتھیوں سے بھی کہوں گا کہ ہمیں اس کی amendment کے لیے House میں move کرنا چاہیے۔ Constitution کی یہ provision, this has not been concomitant with the spirit of real ethics of law. اس لیے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لیے آپ ریاست مدینہ کا نام لینا بند کر دیں۔ ریاست مدینہ ایسی نہیں ہوتی۔

کل ہماری سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان صاحبہ کو میں ٹیلیوژن پر سن رہا تھا، انہوں نے ایسی بات کر دی کہ کیا ان لوگوں کے پیسوں سے ریاست مدینہ بنے گی جن کے اعمال اور تاریخ کو آپ جانتے ہیں۔ میں انہیں salute کرتا ہوں۔ یہ اتنی بہادر خاتون ہیں کہ وہ سارے لوگ چپ کر گئے۔ کیا آپ ان سے پیسے لے کر ریاست مدینہ بنائیں گے۔ آپ کو پتا ہے کہ انہوں نے کن کا نام لیا ہے اس لیے مہربانی کرکے اپنے اعمال کو ضرور درست کریں۔ میں ایک مثال دے کر اپنی بات کو ختم کروں گا۔

جناب چیئرمین: ایک اور مثال؟

سینیٹر رانا مقبول احمد: یہ باتیں ذرا تھوڑی سی مختلف ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارا craft, competence اور قابلیت کیا ہے۔ ہم نے اس سال کے شروع میں LNG چار ڈالر فی یونٹ خریدنی تھی۔ سب لوگوں نے شور مچایا، اخباروں نے editorial لکھے لیکن انہوں نے نہیں کیا۔ اب اکتوبر، نومبر میں آ کر 30.5 ڈالر پر وہ خریدی ہے۔ کیا کسی مافیا کی خدمت ہو رہی ہے۔ کسی ساتھیوں کی خدمت ہو رہی ہے یا incompetence کی انتہا ہے کہ آپ نے billions of dollars اس غریب قوم پر ڈال دیے ہیں۔ ابھی علی محمد خان پٹرولیم کی بات کر رہے تھے۔ آپ اندازہ کریں کہ یہ اوگرا والے ہماری meetings میں بھی آتے ہیں، میں نے چیئرمین اوگرا سے پوچھا کہ یہ بتائیں کہ آپ نے یک دم نو روپے فی لیٹر بڑھا دیا ہے، یہ کس حساب سے کیا ہے؟ آپ نے اس کے نو روپے تو pay ہی نہیں کیے ہیں۔ یہ تو آپ اس stock میں سے بیچ رہے ہیں جو stock آپ کے پاس پڑا ہوا ہے تو آپ کیسے نو روپے لے سکتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ آپ قوم کے ساتھ کیا زیادتی کر رہے ہیں اور اس کا کتنا بڑا massive and negative effect ہو گا اور economic sector کا کیا حال ہو گا۔ آگے دیکھیں کہ ابھی LNG کا issue چل ہی رہا تھا کہ

furnace oil بھی منگوالیا۔ انہیں پتا ہونا چاہیے کہ furnace oil سے بجلی بنانے میں LNG کی نسبت تین سے چار گنا زیادہ خرچہ ہوتا ہے۔ جب یہ craft اور قابلیت ہی نہیں ہے تو ذرا اپنے آپ پر غور کریں۔ کوشش کریں کہ قوم کو نجات دے دیں۔ چھٹکارہ لیں اور اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں۔ یہ کام چلنے والا نہیں ہے۔

علامہ کی ایک بات سے میں اپنی بات ختم کروں گا کہ ہمارا servitude and slaved behaviour کا جو عمل ہے، جو کمزور لوگ ہوتے ہیں وہ بڑ کیں بہت مارتے ہوتے ہیں۔ جیسا میں نے پہلے کہا کہ قومیں فروختیں، ارزاں فروختیں، کتنی سستی تو علامہ نے کہا تھا کہ:

بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
دنیا میں فقط مردان حر کی آنکھ ہے بینا

صرف دلیر لوگ future میں دیکھ سکتے ہیں، جیسا کہ میں نے 1998 میں ایک دلیر کی بات کی ہے۔ وہ دیکھ سکتے ہیں لیکن بڑ کیں مارنے والے نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ حقیقت سب کے سامنے ہے، اسے پڑھنا بھی چاہیے اور دیکھنا بھی چاہیے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ہمارے پاس یہاں Chairman Box میں رحیم مینگل صاحب، ان کے بیٹے یعقوب مینگل صاحب اور محمد صاحب، یہ دبئی based ہیں، ویسے ان کا تعلق چاغی سے ہے اور وہاں پر business کرتے ہیں۔ آپ کو ایوان میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ سینیٹر اعجاز احمد چوہدری صاحب۔

Senator Ejaz Ahmad Chaudhary

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں بڑی دل گیری کے ساتھ ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے دائیں جانب سے جتنے بھی احباب خطاب فرما چکے ہیں، الاماشاء اللہ ایک آدھ کو چھوڑ کر سب حکومتوں کے دہائیوں کے اعتبار سے نمائندے ہیں اور دہائیوں کے اعتبار سے وہ غلامی کی زنجیریں پہنے ہوئے ہیں۔ دہائیوں کے اعتبار سے پاہ بزنجیر ہیں، پاہ بجولہ ہیں اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ دل، گردہ اور وہ احساس کہاں سے لے آتے ہیں کہ وہ ان ساڑھے تین سالوں پر یہ تنقید کر سکیں، یہ بڑے دھن جگرے کا کام ہے کہ آپ گھٹنوں گھٹنوں اسی گناہ کے اندر دھنسے ہوئے ہوں اور آپ اسی پر تقریر فرما رہے ہوں۔ بلا شبہ مردان حر جو ہیں ان کی تدبیر درحقیقت

انسانیت کے لیے ضروری ہوتی ہے لیکن لیڈر کی definition ذرا سمجھ لیں۔ جس طرح کے بھی مشکل ترین حالات ہوں، جاں بلب ہو، سانس نکل رہا ہو، وہ اپنے لوگوں کو چھوڑ کر نہیں جاتا ہے۔ وہ اس ملک کے اندر سربراہی کے مراتب کے اوپر اپنی زندگی کے ماہ و سال گزارنے کے بعد وہ اس ملک کو اس قابل نہ سمجھے کہ اگر اسے کوئی تکلیف پہنچی ہے تو یہاں کے کسی ہسپتال میں چلا جائے۔ میں اپنے پورے نظام انصاف کو challenge کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی غریب آدمی کو، فقیر آدمی کو یا میرے جیسے آدمی کو کہ جس نے مہینوں کے اعتبار سے جیل کاٹی ہو، اس نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہو کہ کیا کسی غریب کو تکلیف ہو جائے، اس کو دل کے دورے پڑ جائیں، کتنی مرتبہ اسے شہر کے بہترین ہسپتال میں لایا جاتا ہے۔ کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ قیدیوں کے باپ اور مائیں مر جاتی ہیں، ان کے بچے مر جاتے ہیں، اس نظام کے اندر انہیں دو گھنٹے کے لیے جنازے میں شرکت کی اجازت نہیں ملتی ہے۔ آپ کیا بات کرتے ہیں۔ آپ نے رعائتیں حاصل کیں۔ پاکستان کی Apex Court نے آپ کو ایک نہیں دو مرتبہ سزا دی۔ پہلے اس نظام کو ختم کیجیے، جب وہ عدالتی نظام آپ کو کوئی relief دے دے تو واہ واہ، اور جب وہ relief نہ دے تو نا نا۔ اس نے relief دیا، آپ نے کہا آٹھ ہفتے میں واپس آ جاؤں گا اور ہم نے کہا کہ یہ پیسے کے پجاری ہیں، سات ارب روپے کے ان سے سٹام لکھواؤ۔ لیڈروں کی definition جاننا چاہتے ہیں نا؟ انہوں نے کہا نہیں، ان کا بھائی بڑا ذمہ دار آدمی ہے، پچاس روپے کے اسٹامپ پیپر پر انہیں جانے دو۔ یہ لیڈر ہوتے ہیں۔ یہاں بھوک سے تو قوم مر رہی ہے۔ میں صرف حقائق بتا رہا ہوں، لیڈر کے حقائق بتا رہا ہوں، آپ کو یہ تو سمجھ آ گئی کہ پانچ دھماکے کر دیے، یہ سمجھ نہیں آپ کو کہ آپ کے 84 فیصد پاکستانی چاہتے ہیں کہ امریکہ کے یہاں پر قدم نہ آئیں، 'absolutely not' آپ کو سمجھ نہیں آیا۔ یہ لیڈر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ حضرت امجد اسلام امجد نے کہا تھا کہ:

یہ جو وقت ہے میرے شہر پر
کئی موسموں سے رکا ہوا
اسے اذن دے کہ سفر کرے
کوئی گرد باد اٹھے کہیں
کسی زلزلے کی نمود ہو

یہ جو ہست ہے میرے شہر میں
کوئی معجزہ کہ یہ بود ہو

اس ملک کے اندر تہہ و بالا کرنے کے لیے ایک سونامی کی ضرورت ہے ورنہ ممکن نہیں ہے کہ آپ پولے پولے پیروں کے نتیجے میں یہاں پر آ کر انصاف کا کوئی نظام قائم کر سکیں۔ ان ایوانوں میں ہم آ جاتے ہیں، مجھے میڈم شیری کی بات بہت اچھی لگی، انہوں نے کہا کہ وہاں پر درمیانے طبقے کے لوگ بھیک مانگ رہے ہیں۔ آیئے آج یہاں پر ہم ایک resolve کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک درمیانے درجے کے تمام benefits لیں گے، اپنی سینیٹ کی تنخواہ اور مراعات نہیں لیں گے جب تک عام آدمی کی زندگی میں بہتری نہیں آ جاتی۔ یہ باتیں صرف تقریر کے اندر کرنے والی ہیں۔

اس کے بعد میں عرض کرتا ہوں، میں نے جتنا تھوڑا بہت اپنی زندگی میں مطالعہ کیا ہے، یاد رکھیے آپ عمران خان پر تنقید کرنے کے لیے ریاستِ مدینہ کی تضحیک کرتے ہیں۔ یاد رکھ لیں، علما یہاں پر بیٹھے ہیں، ان سے یہ معلوم کر لیں کہ ریاستِ مدینہ کا تذکرہ کرنا کارِ ثواب اور کارِ نجات ہے۔ ریاستِ مدینہ کے لیے جدوجہد کرنا کارِ ثواب اور کارِ نجات ہے۔ اگر اس کی طرف ایک قدم بھی بڑھ جائے، سرکارِ مدینہ کی طرف، سبز گنبد والے کی طرف تو دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی ہے۔ جب تنقید کریں تو ذرا سوچ لیا کریں کہ آپ کیا تنقید کرنے جا رہے ہیں۔ میڈم زبیری چلی گئی ہیں، سن لیں:

میں تو اس صبحِ درخشاں کو تو نگر جانوں
جو میرے شہر سے کشکولِ گدائی لے لے

میں تو اس دن کا انتظار کر رہا ہوں کہ کب کشکولِ گدائی ٹوٹے گا، میں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔ انہوں نے برازیل کا ذکر کیا، کیا یہ ایوان قرارداد پاس کرتا ہے، کیا کشکولِ گدائی توڑنے کے لیے تیار ہیں۔ میڈم زبیری تشریف لے گئی ہیں، انہوں نے فرمایا کہ برازیل نے کہا کہ enough is enough. کیا پاکستان کے اقتدار کے ایوانوں میں، جو تھے اور ہیں، کیا یہ اس بات پر تیار ہیں کہ کشکولِ گدائی توڑ دیں۔ آپ اگر آئی۔ایم۔ایف کے بائیس پروگرام لیں، نو پیپلز پارٹی لے، چار مسلم لیگ لے، باقی جو بچتے ہیں وہ ہمارے dictators لیں جن کے ساتھ مشتاق بھائی بھی بیٹھے رہے ہیں، اس لیے میں آپ سے عرض کرتا ہوں:

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ

اپنے ماضی کے اندر تو ذرا جھانک لیا کریں۔ قومی اسمبلی کے اندر مسلم لیگ (ن) کی ایک رکن اسمبلی نے وزیرِ خزانہ سے سوال کیا کہ تحریکِ انصاف کے ساڑھے تین سالوں میں کتنا قرضہ لیا۔ جواب آیا 38.864 بلین۔ کتنا واپس کیا، ان کا لیا ہوا، سود سمیت؟ جواب آیا 29.857 بلین۔ باقی کیا بچا؟ باقی 8.042 بلین بچا۔ پہلے آئینے میں اپنا چہرہ تو دیکھ لیں کہ کتنا بھیانک ہے۔ آپ کے لیے ہوئے قرضے تو واپس کر رہے ہیں۔ انہوں نے پانچ سال حکومت کی اور ساڑھے چار بلین ہر سال قرض لیا اور تحریکِ انصاف کی حکومت نے اڑھائی بلین قرض لیا۔ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جھوٹ ہے، اگر قومی اسمبلی میں سوال کے جواب میں یہ نہ دیا گیا ہو تو میں اس ایوان کو چھوڑ جاؤں گا۔ یہ قومی اسمبلی میں وزیرِ خزانہ کا جواب ہے ورنہ پھر مجھے جھوٹا کہنے والے ایوان چھوڑیں گے۔ میں آج یہاں پر challenge کر رہا ہوں۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین نے کرسیٔ صدارت سنبھالی)

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: اس کے بعد میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ مجھے بتایئے کہ 1958 کے بعد اکسٹھ برس ہو گئے، آئی۔ایم۔ایف کے پروگرام کے اوپر چلتے ہوئے۔ محسن عزیز موجود نہیں بلکہ ایک اور محسن نے کہا تھا:

محسن برے دنوں میں نیا دوست کون ہو
ہے جس کا پہلا قرض، اسی سے سوال کر

میں پوچھتا ہوں کہ کہاں جائیں؟ اگر آپ یہ سارا کام کرتے رہے اور مجھے کہتے ہیں کہ کہیں اور جاؤ۔ اسی کے پاس جانا ہوگا۔ آپ لوگوں نے ایک ہزار ڈالر سالانہ یہاں سے stash کیا ہے۔ ہم تو زندوں کو نہیں پکڑ سکے، آپ مردوں کو پکڑنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ پہلے تو انہیں لا کر پکڑواؤ۔ عدالت میں جائیں، پہلے آ کر جیل جائیں، اس کے بعد بات کریں گے۔ اصل میں ضرورت اس بات کی ہے:

یہ قرض تو میرا ہے، چکائے گا کوئی اور
دکھ مجھ کو اور نیر بہائے گا کوئی اور

یہاں صرف دکھ درد کا اظہار کرنے والے بیٹھے ہیں جبکہ روئیں گی ہماری نسلیں۔ جو لیڈر کی یہ بات کہہ رہے تھے، ہم یہ جو پروگرام کر رہے ہیں، یہ مجبوری کے تحت کر رہے ہیں۔ یہ ایوان، میڈم زبیری ان ہی کی طرف سے ہیں، ان کی کہی ہوئی بات کو مان لیں، میں ان کے ساتھ جاؤں گا، ہر جگہ پر ان کے ساتھ اس بات کے لیے جاؤں گا جو برازیل نے کیا، یا پھر یہ آپ کو سوچ سمجھ کر کہنا چاہیے۔ اگر تو آپ نے کوئی اور راستہ اختیار کیا ہو تو میں کہوں کہ جناب! آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ اگر راستہ ہی یہی ہے تو پھر اس کے ساتھ انصاف کریں، بے انصافی نہ کریں۔ تاریخ کے اندر آپ کا ہر لفظ لکھا جائے گا۔ خدارا! اس قوم کے حال پر رحم کریں۔ آپ کو میرے ان بہنوں اور بھائیوں نے کبھی یہ کہا ہے کہ دنیا کے اندر اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہے کورونا کی بیماری، COVID کی شکل میں، ہم نے اس کے ساتھ fight out کیا ہے۔ اس کے باوجود ہماری exports بڑھی ہیں، ان سے زیادہ ہیں۔ ہمارے ملک کی remittances زیادہ ہیں، ان سے بڑھی ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ ہم نے جب یہ historical dividend دیا ہے، کاروباریوں کو یہ پتا ہے کہ سب سے زیادہ dividend گزشتہ 2021 میں حاصل ہوا ہے۔ گیارہ ہزار ارب روپے agriculture کی معیشت میں ہوئے ہیں۔

ایک بات تشنہ رہ گئی تھی، وہ بھی سن لیں۔ بہت فکر ہے، روپیہ روپیہ کر رہے ہیں۔ وہ بھی مفرور ہیں، اس ایوان کے خدانخواستہ ممبر بھی مفرور ہیں۔ وزیراعظم کے جہاز میں بیٹھ کر یہاں سے بھاگے تھے۔ جناب اسحاق ڈار نے آخری تین سالوں کے اندر جو کمرشل قرضے لیے تھے، کیوں لیے تھے؟ دو وجوہات تھیں۔ میری بات کو آپ اسی طرح rebut کریں جس طرح میں کہہ رہا ہوں۔ دو وجوہات تھیں۔ مصنوعی طور پر لاکر flood کرتے تھے، قرضہ اٹھایا، مارکیٹ میں ڈالرز flood کیے۔ دو وجوہات تاکہ روپے کی قدر مصنوعی طور پر نیچے دبا کر رکھی جائے۔ پاکستان کے تمام independent economists نے اس پر تبصرے کیے ہیں۔ دوسرا، ایک ہزار ڈالر کی اس ملک سے منی لانڈرنگ کس نے کی؟ آلو والا، فالودے والا، چنے والا، ربڑی والا، یہ سارے بھاگ گئے۔ یہاں سے بھاگ بھی گئے۔ آپ آکر میدان میں کھڑے ہوں، آکر بتائیں۔ جب آپ یہاں موجود ہی نہیں تو چوری بھی کریں اور سینہ زوری بھی کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، سینیٹر مولانا فیض محمد صاحب۔

Senator Molvi Faiz Muhammad

سینیٹر مولوی فیض محمد: نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ اَمَّا بَعدُ۔ فَاَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ اما بعد۔ جناب چیئرمین! mini budget پر بحث ہو رہی ہے، اس کے متعلق ہر طرف سے باتیں ہو رہی ہیں، اردو کا ایک مقولہ ہے کہ 'بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ'۔ بڑا بجٹ تو اپنی جگہ پر ہے، اس mini budget, چھوٹے میاں نے بھی ہمیں پریشان کیا ہوا ہے۔ اس میں 373 ارب روپے کا بوجھ ڈالا گیا ہے تو کیا یہ غریبوں پر ظلم نہیں ہے؟ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو funds ملتے ہیں، حکومت کے اپنے مشیر ہیں جبکہ سینیٹر، ایم پی اے حضرات کو تھوڑے funds ملتے ہیں اور ان مشیروں کو زیادہ دیے جاتے ہیں۔ ان نمائندوں کو پیسے نہیں دیے جاتے بلکہ اپنے مشیروں کے ذریعے تقسیم کیے جاتے ہیں لیکن عوام پر جب قرضوں کا بوجھ آتا ہے تو ان ایم پی اے پر بھی اس کا بوجھ آتا ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں جمعہ کی اذان سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جن جن ممبران کی باری ہے وہ مختصر بات کریں کیونکہ نماز کا بھی وقت ہے۔ جی مولانا فیض محمد صاحب۔

سینیٹر مولوی فیض محمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! غریب لوگ اپنے بچوں کی خوراک، پوشاک اور تعلیم کا بندوبست کس طرح کریں؟ بلوچستان کو اللہ تعالیٰ نے الحمدللہ بہت ساری معدنیات دی ہیں جن میں Gas, Saindak, Reko Dik, Chromite, Barite ہے، اتنی معدنیات ہیں، ان کے لیے بیرونی ممالک سے جو معاہدے ہوتے ہیں کہ وہ اتنے ہماری حکومت کو دیں گے، اس میں سے بھی بلوچستان کو پورا حصہ نہیں دیا جاتا۔ خیر حقوق تو اپنی جگہ پر ہیں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں ہماری جانیں محفوظ نہیں ہیں، ڈاکو اور چور ہیں، ایسے لوگ بھی ہیں جو اغوا ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں مجھے اسلام آباد میں بندر اور ان کے بچے بھی دکھائی دیتے ہیں، ایک جانور جس کا نام میں اپنی زبان سے نہیں لینا چاہتا، اسے بے نام جانور کہا جاتا ہے، سوّر، وہ بھی سڑکوں پر اِدھر اُدھر پھرتے ہیں، ان کی بھی جان محفوظ ہے۔ کیا بلوچستان کے لوگوں کی قدر ان بندروں جیسی بھی نہیں ہے کہ ان کے بچے مارے جا رہے ہیں؟ وہاں اتنی بدامنی ہے، یا ان

سوّروں جیسے نہیں ہیں کہ یہ بڑے آرام کے ساتھ اپنے بچوں کے ساتھ کھیلتے ہیں جبکہ بلوچستان کی مائیں جن کے بچے آج تک گم ہیں، وہ سڑکوں پر بیٹھ کر روتی رہتی ہیں۔ ہمیں اس حکومت کا کیا فائدہ ہوا کہ ہماری جان بھی محفوظ نہیں، عزت بھی محفوظ نہیں اور مال بھی محفوظ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! بھوک کی وجہ سے خودکشی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ خودکشی نہ کرو، اس کی اجازت نہیں دی لیکن بے علمی اور بے خبری کی وجہ سے لوگ خودکشی کرتے ہیں۔آپ فیصلہ عوام سے کروائیں کہ پہلے والی حکومتیں بھی تھیں، ہم ان کی تعریف نہیں کرتے، ان میں خامیاں ہوں گی لیکن جتنی خودکشیاں اس حکومت کے دور میں ہوئی ہیں، اس سے پہلے کسی بھی حکومت کے دور میں نہیں ہوئی تھیں، آپ اس کے بارے میں اندازہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ معیشت پہلے والی حکومتوں نے خراب کی ہے یا موجودہ دور میں ہوئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہماری جان، مال اور عزت کی حفاظت ہونی چاہیے۔آج کل یہ ہو گیا کہ ہم یہاں بیٹھے ہوتے ہیں، یہ اُنہیں برا کہتے ہیں جبکہ وہ اِنہیں برا کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا (عربی) (مفہوم) میری امت ایک دوسرے کو گالیاں دے گی، اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔ اگر کوئی حقیقت ہے، کسی نے بتایا کہ آپ کی یہ خامیاں ہیں تو آپ اس کا صحیح جواب دیں۔ سیدنا عمر فاروق خطبے کے لیے کھڑے تھے اور کہا کہ میری بات سنو اور پھر عمل کرو، ایک آدمی کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ (عربی) (مفہوم) ہم بات نہیں سنیں گے، ہم فرمانبرداری نہیں کریں گے، آپ جذباتی نہیں ہوئے، آپ نے فرمایا کیوں میاں کیا وجہ ہے، کہا کہ آپ کے بدن پر جو کپڑے ہیں، یہ فلاں جگہ سے آئے تھے، ہمارا ان سے کرتہ نہیں بن سکتا تھا، آپ کو بھی ایک ہی کپڑا ملا ہے، ایسے نہیں ہے کہ تیس، چالیس آدمیوں کو اپنے ساتھ tour پر لے جائیں اور سارا بوجھ حکومت پر ڈال دیں۔ سیدنا عمر شام کی طرف گئے اور ایک غلام ساتھ ہے، ایک دن حضرت عمر سواری کرتے ہیں اور دوسرے دن غلام سوار ہوتے ہیں، جب بیت المقدس میں پہنچتے ہیں تو اس وقت غلام اونٹ پر سوار ہیں اور حضرت عمر فاروق اونٹ کی مہار پکڑ کر پیدل چل رہے ہیں، یہ لوگ حاکم تھے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا (عربی) (مفہوم) عبداللہ کہاں ہیں؟ حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ اٹھے، عبداللہ تم اسے جواب دے دو، عبداللہ اٹھے اور کہا کہ واقعی ایک کپڑے سے ان کا لباس نہیں بن رہا تھا، میں نے اپنا حصہ والد صاحب کو دیا جس سے ان کا لباس بنا ہے۔ اب وہ آدمی کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ (عربی) (مفہوم) آپ کہیں، ہم آپ کی بات سنیں گے۔ اس لیے گزارش ہے کہ اگر

حکومت سے کوئی سوال ہو تو پھر اس کا صحیح انداز میں جواب دیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بجٹ ظلم کا بجٹ ہے، اسے منظور نہ کیا جائے۔ وآخر دعوانا اِن الحمد للہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سردار ترین صاحب۔ سینیٹر فیصل جاوید صاحب۔

Senator Faisal Javed

سینیٹر فیصل جاوید: شکریہ، جناب چیئرمین! میں مختصر بات کروں گا۔ یہ بات کر رہے ہیں کہ mini budget, mini budget کوئی چیز نہیں ہے، یہ Finance Bill ہے اور یہ اس کے حقائق بالکل بگاڑ کر قوم کے سامنے رکھ رہے ہیں، یہ قوم کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے ایک chart رکھتا ہوں جو یہ وضاحت کرتا ہے کہ پی ٹی آئی کی حکومت سے پہلے، عمران خان صاحب کی حکومت سے پہلے کون کتنی مرتبہ IMF کے پاس گیا اور ان سے کتنا borrow کیا ہے۔ بالخصوص PPP and PML (N) دونوں مل کر اس سے پہلے چودہ مرتبہ IMF کے پاس جا چکے ہیں۔ IMF سے قرضوں کے total حجم کا 82% ان دو پارٹیوں نے لیا ہے۔ پچھلے سارے ادوار کا ملا کر ان دونوں کا 82 فیصد حجم نکلتا ہے اور آپ کے سامنے یہ facts and figures ہیں لہٰذا یہ قوم کو گمراہ نہ کریں اور یہ جو Finance Bill ہے پتا نہیں یہ کتنے ارب کی بات کر رہے ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ IMF نے کہا کہ 7 سو ارب روپے کا ٹیکس لگایا جائے لیکن عمران خان نہیں مانے، انہوں نے کہا کہ ساڑھے تین سو ارب، اب جو 342 ارب ہیں ان میں سے بھی صرف 71 ارب ایسا ہے جو refundable نہیں ہے اور باقی تو اس کی مد میں آتا ہی نہیں ہے وہ یا تو adjustable ہے یا within seven days refundable ہے۔ وہ بھی luxury items پر ہے اور صرف 2 ارب ایسا ہے جو کہ باقی چیزوں پر ہے جس کا غریب پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ بلکہ ایک جو اچھی چیز ہو رہی ہے اور وہ نکتہ کوئی اٹھا ہی نہیں رہا وہ یہ ہے کہ اس سے ہماری economy, documented economy ہو جائے گی جس سے غریب کو فائدہ ہوگا۔ امیر سے ٹیکس لے کر، revenue collection بڑھا کر حکومت غریبوں پر لگائے گی اور ان اقدامات سے غریب کو فائدہ ہوگا۔ Steaks پر ٹیکس لگ رہا ہے تو steaks نہ کھائیں یہ تو امیر ترین لوگ کھاتے ہیں نا غریب تو steaks نہیں کھاتا، اسی طرح باقی items ہیں۔ مجھے نہیں پتا اعجاز چوہدری صاحب کو تفصیل پتا ہوگی کہ وہ کون کون سے items ہیں۔

2018 میں پاکستان کہاں پر تھا؟ یہ دیکھنا بہت ضروری ہے۔ سارے کے سارے ادارے خسارے میں چھوڑ کر گئے، PML(N) اور Peoples Party کی حکومتیں ملک کو دیوالیہ کر کے گئیں۔ وہ جو 10 سال تھے جن کو ہم Charter of Corruption کہتے ہیں ان میں ان کی حکومتیں ملکی قرضہ 6 ہزار ارب سے لے کر 30 ہزار ارب پر لے گئیں۔ 1947 میں پاکستان بنا اور 1947 سے لے کر 2008 تک کا قرضہ صرف 6 ہزار ارب تھا پھر 2008 سے لے کر 2018 تک کا قرضہ 24 ہزار ارب روپے ہوا تو یہ 30 ہزار ارب روپے پر لے کر گئے۔ Current Accounts خسارہ جس کی تقاریر میں بہت بات ہوئی وہ 2018 میں 20 ارب ڈالر تھا، revenue collection نچلی سطح پر تھی، exports growth zero پر تھی، کسان بھی بد حالی کا شکار تھا، IT کے شعبے کو بھرپور طریقے سے نظرانداز کیا گیا تھا اور یہ پچھلے دس سال جن میں ملک کا کباڑہ کیا گیا ان میں حکمرانوں نے سرکاری خزانے سے اپنی ذات پر پیسے لگائے۔ آصف علی زرداری نے دبئی کے تقریباً پچاس دورے کیے، نواز شریف نے لندن کے تقریباً پچیس دورے کیے جن میں بڑے بڑے محلّات، camp offices, security expenses, سرّے محل، Avenfield Apartments ان سب سے غریب کے حالات تو برے ہوئے اور ان کے حالات اچھے ہوئے۔ ان کی اومنی اور ٹی ٹیاں اوپر گئیں، ان کی بیرون ملک جائیدادیں اوپر گئیں، ان کا سرمایہ اوپر گیا، ان کے کاروبار میں ترقی آئی لیکن غریب آدمی غریب سے غریب تر ہوا، یہ تو تھا کل کا پاکستان۔ آج کا پاکستان کیا ہے؟ آج کے پاکستان میں اداروں میں تیزی سے بحالی آ رہی ہے، خسارے ختم کیے جا رہے ہیں، انہیں ریکارڈ نفع میں بدلا جا رہا ہے۔ آج ہماری revenue collection عروج پر ہے، ڈپٹی چیئرمین صاحب! آپ جانتے ہیں کہ exports میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، احساس پروگرام جیسے عظیم منصوبوں کا اجرا کیا گیا ہے جس کی دنیا نے پذیرائی کی ہے۔ احساس کفالت، احساس آمدن، احساس نشو و نما اور سب سے بڑھ کر احساس بلا سود قرضوں جیسے عظیم منصوبے جاری ہیں اور ایک اور چیز جو ہم ہر دفعہ highlight کرتے ہیں اور وہ اس لیے ضروری ہے کہ ایک غریب گھرانے میں جب کوئی بیماری آ جاتی ہے اور انہوں نے بچیوں کی شادی کے لیے پیسے اکھٹے کیے ہوتے ہیں اور پوری زندگی کی کمائی بیماری پر لگ جاتی ہے اور زندگی مشکل ہو جاتی ہے لیکن اب Health Card کے بعد فی خاندان دس لاکھ روپے سالانہ خرچہ حکومت دے رہی ہے،

آپ کسی بھی top hospital سے اپنا علاج کروائیں خرچہ حکومت دے گی۔آج پورا KP covered ہے، اس مارچ میں پورا پنجاب ہو جائے گا، اسلام آباد، گلگت۔ بلتستان، کشمیر، بلوچستان بھی ہو رہے ہیں اور ہم سندھ کو بھی کہتے ہیں کہ قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں، آؤ Health Card لے کر، آؤ ہم آپ کو support کریں گے لیکن یہ نہیں لانا چاہتے، مجھے بات ختم کرنے دیجیے گا۔

آج بھی امریکہ جیسے developed countries بھی universal health coverage نہیں دے سکے جو عمران خان نے دے کر دکھائی۔ کورونا جیسی مشکل آفت 100 سالوں کے بعد نظر آتی ہے، اگر ان کے ادوار میں کورونا آگیا ہوتا تو میں یقین سے یہ بات کہتا ہوں کہ ڈالر آج 270 کا ہوتا، اللہ تعالیٰ کا کرم رہا، حکومت کی نیک نیتی رہی کہ کورونا میں ملکی تاریخ کا سب سے بڑا social assistance package دیا گیا، ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ مستحق خاندانوں کو نہایت شفافیت کے ساتھ کیش کی ترسیل کی گئی، ان کی دعائیں لگیں کہ پاکستان نے اللہ کے کرم سے بڑے زبردست طریقے سے manage کیا ہے جس کی دنیا تعریف کرتی ہے، چاہے World Economic Forum ہو، WHO ہو، برطانیہ ہو، Bill Gates ہو یا جو بھی ہو سب تعریف کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب! مختصر کریں، نماز کا وقت ہے، ایک دو ممبرز نے ابھی بولنا ہے۔

سینیٹر فیصل جاوید: جناب! بس بات ختم ہو رہی ہے۔ کورونا میں جہاں دنیا بھر کی اکانومی نفی میں چلی گئی مگر ہماری 4% growth پر رہی، پوری دنیا کی economy shrink ہوئی، نیچے گئی مگر پاکستان میں economic growth ہوئی۔آپ سب کو پتا ہے کہ کورونا کے بعد دنیا بھر میں مہنگائی ہوئی ہے، پاکستان میں بھی مہنگائی ہوئی ہے لیکن اب سے پہلے کی حکومتیں کبھی نہیں مانتی تھیں کہ مہنگائی ہے، یہ ڈھیٹ بن جاتے تھے کہ کون سی مہنگائی، کیسی مہنگائی مگر آج وہ حکومت ہے جو realize کرتی ہے کہ ہاں آج مہنگائی ہے اور اس مہنگائی پر قابو پا رہے ہیں اور میں آپ کو یہ بتاؤں کہ اگلے ڈھائی سے تین ماہ میں مہنگائی نیچے چلی جائے گی۔ لیکن اس کے بیچ کیا کیا گیا؟ اس کے بیچ کامیاب پاکستان جیسے منصوبے لے کر آئے، آٹا، گھی اور دالوں پر direct subsidy

دی، 30 فیصد سستی چیزیں دیں، دو کروڑ گھرانوں کو راشن کارڈ کے ذریعے اشیاٗ دی گئیں اور اقدامات بھی کیے گئے جیسا کہ میں نے ابھی تھوڑا سا ذکر کیا کہ بلاسود قرضے، ہر خاندان کے فرد کے لیے technical education کا انتظام کیا گیا اور ہم نے 47 ارب کے scholarships بھی دیے لیکن یہ اس بات کو highlight نہیں کریں گے۔ ایک ارب روپے سے زیادہ کی subsidy دی جاچکی ہے اس کے علاوہ کامیاب جوان پروگرام تیزی کے ساتھ جاری ہے۔

پہلے کیا ہوتا تھا کہ international media ان کی کرپشن پر فلمیں بناتا تھا، نواز شریف کی کرپشن پر BBC کی فلم ہے، آصف علی زرداری کی کرپشن پر BBC کی فلم ہے، بین الاقوامی سطح پر چار سے پانچ کتابیں ہیں جن میں ان کی کرپشن کا ذکر کیا گیا ہے اور وہاں پر جو کتاب لکھیّ جاتی ہے وہ وکیل کو بٹھا کر لکھی جاتی ہے تاکہ کوئی بات غلط نہ لکھے اور اگر غلط لکھی ہے تو آپ ان کو suo کریں۔ آپ کو کرپشن سے زیادہ پیسہ اس میں مل جائے گا، ان کی یہ پذیرائی عالمی میڈیا میں ہوتی تھی۔ ہماری پذیرائی کہاں پر ہو رہی ہے؟ ہماری پذیرائی climate change پر ہو رہی ہے، احساس پروگرام پر ہو رہی ہے، COVID management پر ہو رہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ جو tourism کے حوالے سے اقدامات کیے گئے ہیں، ان کی پذیرائی ہو رہی ہے تو یہ فرق ہے۔ آخر میں بس ایک بات کروں گا اور پھر wind up کروں گا۔ یہ بات تو سچ ہے کہ آنے والے دنوں میں exchange rate بھی ٹھیک ہو جائے گا، مہنگائی میں بھی کمی آئے گی لیکن ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ جو لیڈر وزیراعظم عمران خان ہے، میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ کیا یہ بات آپ کہہ سکتے ہیں؟ میرے لیڈر نے نہ تو بیرون ملک جائیدادیں بنائی ہیں، نہ انہوں نے یہاں پر کوئی کاروبار کرنا ہے، نہ اپنی ملیں لگانی ہیں، نہ Avenfield Apartments بنانے ہیں، نہ سرے محل بنانے ہیں، انہوں نے جو کرنا ہے اس ملک کے لیے کرنا ہے۔ کیا یہ اپنے لیڈرز کے بارے میں یہ سب کچھ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے لیڈرز کی بیرون ملک جائیدادیں نہیں ہیں۔ اس چیز پر بات ختم ہو جاتی ہے باقی۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ فیصل صاحب۔ نماز کا وقت ہونے والا ہے ایک اور ممبر نے بھی بات کرنی ہے۔

سینیٹر فیصل جاوید: بس میں ایک شعر پر اپنی بات کو ختم کروں گا، یہ عمران خان کے لیے شاعر نے کہا ہے؛

عرش والے میری توقیر سلامت رکھنا
فرش کے سارے خداؤں سے الجھ بیٹھا ہوں

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہماری گیلری میں کچھ مہمان ایران سے آئے ہیں ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔ جی سینیٹر ولید اقبال صاحب۔

Senator Walid Iqbal

سینیٹر ولید اقبال: شکریہ، جناب چیئرمین! میں اپنے فاضل دوست حاجی ہدایت اللہ صاحب کو بڑے انہماک سے سن رہا تھا جو کہ ابھی جا چکے ہیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ لوگ رو رہے ہیں اور کچھ لوگ ہنس رہے ہیں۔ میں ان کو تسلی دینا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کی جو معاشی اور سماجی تحفظ کی پالیسیاں ہیں وہ اچھے دنوں کی نوید ہیں اور میں میر تقی میر کا ایک شعر ان کی نذر کرتا ہوں۔

جو ہنس رہا ہے وہ ہنس چکے گا
جو رو رہا ہے وہ رو چکے گا
سکون دل سے خدا خدا کر
جو ہو رہا ہے وہ ہو چکے گا

جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست فیصل جاوید صاحب نے درست بات کی۔ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ ہم IMF سے dictation لیتے ہیں۔ IMF کا مطالبہ 700 ارب روپے کی tax exemption کو واپس لینے کا تھا اور حکومت نے صرف 343 billion کا agree کیا ہے۔ IMF کی آج کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پاکستان 23ویں مرتبہ IMF کے پاس گیا ہے حالانکہ جس طرح کہا گیا کہ پاکستان کی 4% economic growth رہی جبکہ انڈیا کی منفی 1% تھی۔ UK کی منفی 10% تھی۔ USA کی منفی 3.7% تھی۔ ایران کی منفی 6.5% تھی۔ Exports record پر ہیں۔ Remittances record پر ہیں۔ Tax revenues record پر ہیں۔ پھر بھی ہمیں کیوں ان challenges کا سامنا ہے۔ کیوں ہم بین الاقوامی اداروں پر انحصار کر رہے ہیں۔ اس کا بھی جواب میرے فاضل دوست کچھ حد تک دے چکے ہیں۔ اعجاز چوہدری صاحب نے ابھی جو بات کی کہ فنانس منسٹر صاحب سے قومی اسمبلی میں پوچھا گیا کہ آپ نے کتنا قرضہ لیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ 38 billion ہم نے قرضہ لیا ہے۔ اس میں سے کتنا حصہ پچھلے قرضے

اتارنے میں گیا تو وہ 29 billion تھا یعنی 78% تھا۔ چلیں ہمارے figures آپ نہ مانیں۔ میں "Business Recorder" کے figures دہرا دیتا ہوں۔ "Business Recorder" کے مطابق اس حکومت نے 42 billion کے قرضے لیے ہیں۔ اس میں سے 32 billion پچھلے debts کو service کرنے کے لیے جاتے رہے ہیں۔ باوجود اتنی زبردست fundamentals کے، یہ جو remittances ہیں، جو ذخائر ہیں، جو exports ہیں اور جو revenue collections ہیں ہمیں پھر بھی اس بوجھ کی وجہ سے انحصار کرنا پڑ رہا ہے جو کہ پچھلی حکومتیں ہمارے اوپر چھوڑ کر گئی ہیں۔ خاص کر جس طرح فیصل جاوید صاحب نے کہا وہ قرضے جو کہ PPP اور PML (N) کی حکومتوں نے 2008 سے لے کر 2018 کے درمیان کے دس سالوں میں لیے ہیں۔

جناب چیئرمین! GST کا تصور 1990 کے Act کے ذریعے آیا جو کہ taxes on goods لگانے کا بالکل ناہموار طریقہ تھا۔ جن کو indirect taxes بھی کہتے ہیں۔ کچھ zero rated تھیں، کچھ reduced rate پر تھیں، کچھ کو exemption تھیں اور کچھ پر full rate تھا۔ ایک مرتبہ 2010-2011 میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے کوشش کی کہ اس میں ہمواری لائی جاسکے لیکن وہ نہیں لاسکے۔ ان کو abandon کرنا پڑا۔ اب دس سال بعد this Government is taking the right steps. یہ جو Finance Supplementary Bill ہے اس کے ذریعے جو اقدامات لیے جا رہے ہیں یہ وہ صحیح steps ہیں۔ یہ میں نہیں کہہ رہا۔ یہ کون کہہ رہا ہے۔ یہ ڈاکٹر عابد قیوم سلہری صاحب جو Sustainable Development Policy institute کے سربراہ ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ساری distortions دور کی جا رہی ہیں اور exemption across the board withdraw کی جا رہی ہیں۔ Yes, luxury goods کی قیمت میں اضافہ ہوگا۔ یہ ماہرین معاشیات کہہ رہے ہیں۔ تو نہ بنیں انوکھے لاڈلے جو کھیلن کو چاند مانگتے ہیں۔ آٹا، میدے، چاول، سبزیوں، پھل، دالوں، مچھلی، مرغی، گوشت اور سب essential food items پر ابھی بھی zero rating and exemption جاری ہے۔ ٹریکٹر، کھاد، pesticides, used clothing and foot wears پر ابھی بھی reduced rates ہیں۔ کوئی

تبدیلی نہیں لائی گئی۔ Economists and experts کہہ رہے ہیں کہ اس کا غریب طبقہ پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین! ایک اور اہم بات یہ ہے کہ یہ جو 2021 کا Finance کا Supplementary Bill ہے اس کے ذریعے دوائیوں کی قیمتوں میں کمی آئے گی۔ جناب چیئرمین! Official data کے مطابق 800 دواساز کمپنیوں میں سے صرف 453 are registered with the Drug Registration Authority of Pakistan. یہ جو exemption کو وہاں سے نکال کر اور وہ جو input tax کی adjustment and documentation کا سلسلہ zero rating دے کر کیا جارہا ہے اس میں input tax کی deduction کی وجہ سے پورا sector documented ہوگا spurious drugs سے جو مسیحا خود موت کا سامان پیدا کرتا ہے اس سے اس Supplementary Finance Bill کے ذریعے نجات ملے گی۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ tax exemption کو واپس لے کر اس Supplementary Finance Bill سے Government exemption کی بجائے targeted subsidies کی طرف move کر رہی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ refunds and adjustments کو اگر net کرنے کے بعد نکال دیں تو 33 ارب روپے کا revenue اس Supplementary Finance Bill کے نتیجے میں آئے گا وہ targeted subsidies پر لگایا جائے گا۔ جو دودھ کی بات کر رہے ہیں۔ Rs. 10.5 billion are allocated for targeted subsidy for infant formula milk. Rs. 8 billion targeted subsidy ہے وہ Seeds کے لیے ہیں جو کاٹن اور مکئی کے ہیں۔ Rs. 6 billion targeted subsidy poultry, Rs. 5 cattle and fish feeds کے raw material کے لیے دی جارہی ہے۔ Rs. 1.3 billion for billion targeted subsidy oil کے لیے دی جارہی ہے۔ those goods that are supplied to Government hospitals. ایک ارب روپے کی targeted subsidy agriculture

targeted subsidy کی 400 million dollars کے لیے ہے۔ equipment on imported laptops and computers ہے۔

Mr. Chairman, Pakistan badly needs documentation of the economy. Pakistan badly needs to broaden its tax base and this Supplementary Finance Bill is going to have a mega impact in that respect.

چشم نم جان شوریدہ کافی نہیں
تہمت عشق پوشیدہ کافی نہیں
آج بازار میں پابہ جولاں چلو

جناب چیئرمین! میری recommendations یہ ہیں۔ کسی اور نے recommendation تو نہیں دی۔ میری recommendation یہ ہے کہ جس طرح Bill National Assembly سے آیا ہے اسی طرح National Assembly یہ منظور بھی کرے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: The House stands adjourned to meet again on Monday, the 10th January, 2022 at 3:00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Monday, the 10th January, 2022 at 3:00 p.m.]

Index

Senator Ejaz Ahmad Chaudhary 7
Senator Faisal Saleem Rehman 70
Senator Mushtaq Ahmed 17, 28, 39
Senator Shaukat Fayaz Ahmed Tarin 7, 18, 70
Senator Syed Ali Zafar 59
Senator Zeeshan Khan Zada 2
سینیٹر اعجاز احمد چوہدری 10, 90, 93
سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری 12, 14, 57, 76
سینیٹر جام مہتاب حسین ڈاہر 17
سینیٹر ذیشان خانزادہ 3
سینیٹر رانا مقبول احمد 25, 86, 88, 89
سینیٹر زرقا تیمور سہروردی 81
سینیٹر سیف اللہ ابڑو 5
سینیٹر عرفان الحق صدیقی 26
سینیٹر فیصل جاوید 97, 99, 100
سینیٹر محمد طاہر بزنجو 6
سینیٹر مشتاق احمد 24, 35, 38, 54, 55, 72, 73
سینیٹر مولوی فیض محمد 95
سینیٹر ہدایت اللہ خان 83, 84
سینیٹر ولید اقبال 101
سینیٹر مشتاق احمد 20
علی محمد خان 3, 4, 6, 11, 14, 16, 17, 20, 21, 22, 23, 24, 25, 26, 28, 36, 37, 38, 54, 55, 56, 58, 59